فلسفۂ جمعہ

مؤلف

رہبر معظم و قائدِ انقلاب اسلامی

حضرت آیت اللہ العظمیٰ سید علی الحسینی الخامنہ ای دام ظلہ العالی

مرتبہ

مجاہد حسین حرؔ

ناشر

معراج کمپنی لاہور

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں۔

نام کتاب .... فلسفۂ جمعہ

تقاریر .... آیت اللہ العظمیٰ سید علی خامنہ ای دام ظلہ العالی

مرتبہ .... مجاہد حسین حرؔ

کمپوزنگ .... قائم گرافکس۔ جامعہ علمیہ ڈیفنس کراچی۔ 0345-2401125

پیج سیٹنگ .... مرزا محمد علی

پروف ریڈنگ .... مرکز قلم و قرطاس

ناشر .... معراج کمپنی لاہور

ملنے کا پتا

معراج کمپنی

بیسمنٹ میاں مارکیٹ، غزنی سٹریٹ اردو بازار۔ لاہور

042-37361214،0321-4971214

محمد علی بک ایجنسی اسلام آباد: 0333-5234311

انتساب

اجتماعی ذمہ داریاں

پوری کرنے

والے

نوجوانوں

کے نام

مجاہد حسین حرّ

امیرالمومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا کہ:

ثُمَّ جَعَلَ فِي يَدِكَ مَفَاتِيحَ خَزَائِنِهِ بِمَا أَذِنَ فِيهِ مِنْ مَسْأَلَتِهِ.

”خداوند عالم نے تمہیں اس بات کی اجازت دے کر کہ اس سے طلب کرو، اپنے تمام خزانوں کی کنجی تمہیں دے دی ہے“۔

فَمَتَى شِئْتَ اسْتَفْتَحْتَ بِالدُّعَاءِ أَبْوَابَ خَزَائِنِهِ. [1]

”جب چاہو دعا سے اس کے خزانوں کا دروازہ کھول لو“۔

---

[1] بحارالانوار(ط-بیروت)/ ج74 / 204 / باب 8 وصیۃ أمیر المؤمنین إلی الحسن بن علی ع و إلی محمد بن الحنفیۃ ص:196

عرض ناشر

حمد ہے اس ذات کے لئے جس نے انسان کو قلم کے ساتھ لکھنا سکھایا اور درود و سلام ہو اس نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جسے اس نے عالمین کے لئے سراپا رحمت بنا کر مبعوث فرمایا اور سلام و رحمت ہو ان کی آل پر جنہیں اس نے پورے جہاں کے لئے چراغ ہدایت بنایا۔

جب سے ادارہ قائم کیا ایک خواہش تھی کہ آقائی رہبر معظم سید علی خامنہ ای مدظلہ العالی کی کتابیں شائع کی جائیں لیکن مصروفیات اور کچھ آقائی موصوف کی کتب کی غیر دستیابی کی بنا پر اس خواہش کی تکمیل میں تاخیر ہوئی۔

لیکن اب الحمد للہ جناب مولانا مجاہد حسین حرؔ صاحب نے رہبر معظم کی کتب فراہم کرنے کی ذمہ داری لی اور انہوں نے خداوند قدوس کی بارگاہ سے امید ظاہر کی ہے کہ انشاءاللہ سو (۱۰۰) سے زائد کتب فراہم کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کی توفیقات میں اضافہ فرمائے۔ اور ان کی اس سعی جمیلہ کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔

زیر نظر کتاب کی اشاعت ہمارے لئے کسی بڑے اعزاز سے کم نہیں ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی اور اسلامی تعلیمات کے فروغ اور دین الٰہی کی نشر و اشاعت کے لئے کام کر رہے ہیں، ہماری دعا ہے رب العزت تمام امت مسلمہ کو عزت و سربلندی عطا فرمائے اور ہم سب کو ہر طرح کی بداخلاقی اور دیگر آفات و بلیات سے محفوظ رکھے۔ (آمین)

ہمیں امید ہے کہ یہ کتاب مسلمانوں کی اخلاقی ابتری کوختم کرنے کا کا باعث بنے گی۔

ہم اللہ تعالیٰ کی رضاو خوشنودی اور اسلامی تعلیمات کے فروغ اور دین الہی کی نشر واشاعت کے لئے کام کررہے ہیں، ہماری دعا ہے رب العزت تمام امت مسلمہ کوعزت و سربلندی عطا فرمائے اور ہم سب کو ہر طرح کی بداخلاقی اور دیگر آفات و بلیات سے محفوظ رکھے۔(آمین ثم آمین)

قارئین کرام کو ہم یہ بھی بتادینا چاہتے ہیں بہت جلد معراج کمپنی کی ویب سائیٹ بنا کر آقائی رہبر معظم کی تمام کتابیں اس پر لوڈ کردی جائیں گی۔

ادارہ معراج کمپنی شیخ محمد باقر امین صاحب کی دادی مرحومہ کے نام پر قائم کیا گیا ہے۔مومنین کرام سے درخواست ہے کہ مرحومہ کواپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

ادارہ

فہرست کتاب

اہم خطبہ نماز جمعہ عالمی تناظر اور ایران

اہم خطبہ نماز جمعہ (۱) -- 15
تقویٰ کی اہمیت -- 15
عشرہ فجر کی اہمیت -- 16
کچھ اسلامی انقلاب کے بارے میں -- 17
موجودہ حالات کی تصویر کشی -- 17
خطے میں مما لک اور سیاسی یونٹ کی تشکیل -- 18
عظیم انقلاب کا وقوع پذیر ہونا -- 19
دشمن کے اہداف -- 20
انقلاب کے ثمرات -- 22
دین ریاستی اُمور کا محور -- 22
سیاسی استقلال -- 23
جمہوریت -- 24
علم وٹیکنالوجی کی ترقی -- 25
سیاسی اثر ورسوخ -- 25
ثقافتی استقلال -- 26
انقلاب اسلامی اور مغرب کی سیاسی غلطیاں -- 27
ایٹمی کا مسئلہ -- 27

تیل کا مسئلہ ---------- 28
دیگر مسائل ---------- 29
اسلامی انقلاب بمثال ہے ---------- 29
مثال (۱) اسلامی مملکت ---------- 30
مثال (۲) جمہوری مملکت ---------- 31
مثال (۳) معاشرتی انصاف ---------- 32
ایران میں مملکت کے عہدیدار ---------- 33
سامراج کی مخالفت ---------- 34

خطبہ نماز جمعہ اور دعاؤں کی خصوصیات

خطبہ نماز جمعہ (۲) ---------- 37
تقویٰ کی تلقین ---------- 38
رمضان المبارک ---------- 38
خطبہ اور دعا ---------- 39
دعا کا مقصد ---------- 39
خدا کو پکاریں ---------- 40
دعا کی اہمیت ---------- 41
مستجاب الدعا ---------- 43
معجزنما تاثیر ---------- 44
شرائط دعا ---------- 44
خلوصِ دل سے دعا ---------- 46
خدا سے مانگنے سے نہ ہچکچائیں ---------- 47

ائمہ علیہم السلام کی تعلیم کردہ دعائیں ---------- 50
خوشگوار زندگی ---------- 51
اصلاح کے لیے دعا ---------- 52
کیا دعا مانگیں؟ ---------- 53
دعا کے معنوی وفکری پہلو ---------- 53
معرفت آمیز کلمات کے ساتھ دعا ---------- 54
لذّت دعا سلبؔ ہو جانا ---------- 55
دعا خضوع وخشوع کے ساتھ ---------- 55
اصل دعا عاجزی وخاکساری ---------- 56
اثر وخاصیت دعا ---------- 59

خطبہ نماز جمعہ انقلاب کے حقیقی حمایتی عوام

خطبہ نماز جمعہ (۳) ---------- 65
انقلاب کے حقیقی حمایتی ---------- 66
امام زمانہ علیہ السلام کا قلب شاد کیا ---------- 67
اجتماعِ عظیم کی صلاحیت ---------- 67
اختتامی کلمات اور دعا ---------- 68
انقلاب کے ثمرات اور موجودہ حالات ---------- 70
تاریخ ساز خطبہ نماز جمعہ (۴) ---------- 71
تقویٰ کی نصیحت ---------- 71
ایران کا انقلابی شجر ---------- 72
انقلاب کے بتیس سال ---------- 72

انقلاب کے ثمرات -- 73
عالمی علمی و سائنسی ترقی -- 74
عوام اور حکام کو نصیحت -- 75
اسرائیل کی تنہائی -- 75
بحرین کی صورتحال -- 76
امریکہ اور یورپی یونین کی شکست -- 76
مغرب کی دھمکیاں -- 77
بیداری کی لہر -- 78

طاغوت کی سازشیں، لبنان و فلسطین کے حالات

خطبہ نماز جمعہ (۵) -- 81
دعاؤں کی برکات -- 82
حضرت علیؑ کی عظیم شخصیت -- 82
عالمی یوم القدس -- 83
فتح مبین -- 83
سنگین شکستِ فاش -- 85
شکست کی حزیمت و تلافی -- 85
اختلافی پالیسیاں -- 86
بیدار و ہوشیار رہیں -- 87
رہبر معظم کا خطبہ نماز عید الفطر -- 88
خطبہ عید الفطر (۶) -- 89
عید کی مبارک باد -- 89

یوم القدس ---------- 90
عوام اور نوجوانوں کی شرکت ---------- 90
انتخابات ---------- 91
خبرگان کونسل ---------- 91
بلدیاتی انتخابات ---------- 92
الیکشن کمیشن، حکام اور عوام ---------- 92
مردم شماری کی اہمیت ---------- 93

نئے مشرق وسطیٰ کی تشکیل کی سازشیں

خطبہ نماز جمعہ (۷) ---------- 95
تقویٰ کی نصیحت ---------- 95
ہم بیدار رہیں ---------- 96
عالمی استکبار کی شکست ---------- 96
بمثال ترقی ---------- 97
گیارہ ستمبر خودساختہ حادثہ ---------- 97
نئے مشرق وسطیٰ کی تشکیل میں ناکامی ---------- 98

معاشرتی مسائل اور پروپیگنڈے

خطبہ نماز جمعہ (۸) ---------- 101
شبہائے قدر ذکر و خشوع کی بہار ---------- 101
نوع عمر نوجوانوں کو پیغام ---------- 102
مسئلہ فلسطین و یوم القدس ---------- 102
فضائل و کمالات کا نمونہ ---------- 103

معاشرے میں انحراف کا سبب ---------------------------- 104
قوم کی ثابت قدمی -------------------------------- 105
سیاسی پروپیگنڈوں -------------------------------- 106
جوہری پروگرام کے خلاف پروپیگنڈہ -------------------- 106
انقلابِ اسلامی کا چوتھا عشرہ ------------------------- 106
عوام و حکام میں اتحاد و یکجہتی ------------------------- 107
اسرائیلی عوام اور ایران کا موقف ---------------------- 108
غیر منصفانہ اعتراضات ---------------------------- 108

فلسفہ انتخابات اور مفصل صدارتی لائحہ عمل

خطبہ نماز جمعہ(۹) ---------------------------------- 111
ذکرِ الٰہی اور ایمان کی تاثیر -------------------------- 111
انقلابی سفینہ اور حوادث ---------------------------- 112
ذکرِ خدا سے غفلت ------------------------------- 112
فرصتوں سے فائدہ اُٹھائیں ---------------------------- 113
مدد و نصرت پر اعتماد ------------------------------- 113
مفصل صدارتی انتخابی لائحہ عمل ---------------------- 113
عوام کی بھرپور شرکت ------------------------------ 114
جوان نسل اور سیاسی بیداری -------------------------- 115
حقیقی عظمت ----------------------------------- 115
سامراجی ذرائع ابلاغ ------------------------------ 116
ٹی وی پر مناظرات ------------------------------- 117

صدارتی امیدواروں کی معلومات ---------------------- 117
امیدواروں کے نظریات ---------------------------- 118
اہم پیش رفت ---------------------------------- 118
مناظروں کے مثبت نکات ---------------------------- 119
فکری و ذہنی شراکت ------------------------------ 119
تعمیر مناظرے ---------------------------------- 120
مناظرہ تخریبی ---------------------------------- 120
مناظرے اور اخلاقیات ----------------------------- 121
ہاشمی رفسنجانی کی خدمات -------------------------- 122
حکومت متنبہ ہو --------------------------------- 123
سوالیہ نشان ----------------------------------- 123
حقیقت بدل نہیں سکتی ------------------------------ 124
انقلاب اور نظامِ حکومت ----------------------------- 124
خیانت کی گنجائش نہیں ---------------------------- 125
ملکی اداروں پر اعتماد ------------------------------ 125
ملکی ذمہ دار شخصیات سے خطاب --------------------- 126
انتہا پسندانہ رویوں سے محتاط ------------------------ 126
وسیع القلبی کا مظاہرہ -------------------------------- 127
فلسفہ انتخابات --------------------------------- 127
ناخوشگوار واقعات اور سنگین نتائج کا ذمہ دار کون؟ --------------- 128
قانون کی پاسداری -------------------------------- 129

انتخابات پر بیرونی دنیا کا موقف ---------------------------- 130
نادان دشمن اور انسانی حقوق کی علمبرداری ---------------------- 131
دعایہ کلمات -- 133

سیاست اور اسلامی جمہوریہ کی حقانیت

خطبہ نماز جمعہ (۱۰) --------------------------------- 135
معنویت اور اخلاق ------------------------------------ 135
انصاف کا قیام اور حق کا دفاع -------------------------- 136
چاپلوسی وخوشامد سے اجتناب -------------------------- 136
عقل ومنطق کی روشنی میں گفتگو ------------------------- 137
امام خمینیؒ کی اہم یادگار ------------------------------ 137
یوم القدس -- 138
اتحادو یکجہتی کا مظہر -------------------------------- 138
اختلافات کا جائزہ ----------------------------------- 139
اختلافات اور امام خمینیؒ کی روش ----------------------- 140
فکر وعمل میں اختلاف -------------------------------- 141
اسلامی نظام کا دفاع --------------------------------- 141
اسلامی نظام کی حکمت عملی ---------------------------- 141
عدم حساسیت بڑی لغزش ----------------------------- 142
عوام اور حکام کو نصیحت ------------------------------ 143
اسلامی نظام کی سلامتی ------------------------------ 143
امام خمینیؒ کے اُصولوں پر عمل ------------------------ 144

اسلامی نظام پر عوام کا اعتماد ---------------------------- 144

دوست اور دشمن کا وجود ------------------------------- 144

درخشاں مستقبل اور بلند ہمت نوجوان ---------------------- 145

ہوشیاری و بیداری ------------------------------------ 146

ہم سفر رفقاء کی یاد ---------------------------------- 146

خطبہ نماز جمعہ (۱)

عالمی تناظر اور ایران

(تہران، جنوری ۱۹۹۵ء)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الحمد للہ ربّ العالمین نحمدہ و نستعینہ و نتوکّل علیہ و نصلّی و نسلّم علیٰ حبیبہ و نجیبہ و خیرتہ فی خلقہ حافظ سرّہ و مبلّغ رسالاتہ بشیر رحمتہ و نذیر نقمتہ سیّدنا و نبیّنا ابی القاسم المصطفیٰ محمد و علیٰ آلہ الاطیبین الاطہرین المنتجبین الہداۃ المہدیین المعصومین المکرّمین سیّما بقیۃ اللہ فی الارضین۔ و نصلّی و نسلّم علیٰ ائمّۃ المسلمین و حماۃ المستضعفین و ھداۃ المؤمنین۔

اوصیکم عباد اللہ بتقوی اللہ

تقویٰ کی اہمیت

آپ سب معزز بھائیوں اور محترم بہنوں اور عزیز نمازیوں اور اپنے آپ کو تقوائے الٰہی پر عمل کرنے کی تاکید کرتا ہوں۔ آج کا دن امام علی بن موسی الرضا علیہ السلام کی شہادت کا دن ہے۔ چند دن قبل ہم لوگوں نے نبی اکرم و رسولِ معظم اسلام، حضرت محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحلت اور سبطِ اکبر حضرت مجتبیٰ علیہ السلام کی شہادت کو یاد کیا۔ ان عظیم مصیبتوں اور تاریخ کے ان ناگوار حوادث اور دردناک سانحات پر آپ نمازی مومنوں اور پوری ملتِ ایران اور تمام

شیعوں اور دنیا بھر کے مسلمانوں کو تعزیت پیش کرتا ہوں۔

پروردگارِ عالم اپنے پیغمبرؐ سے بھی فرماتا ہے:

يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ اتَّقِ اللَّهَ [1]

تقویٰ، تقویٰ کا ساتھ، تقویٰ پر عمل، یہاں تو مخاطب بھی پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ مقدس ہے۔ خدا کو نظر میں رکھیں؛ اپنے اعمال، اپنی رفتار و گفتار حتیٰ کہ اپنے افکار و تصورات کی بھی نگرانی کریں؛ یہ ہے تقویٰ کے معنی۔ اگر یہ حاصل ہو گیا تو تمام بند راستے کھل جائیں گے اور خدائے متعال ہر مرحلے میں، ایک ایسی ملت کی جو با تقویٰ ہو، مدد کرے گا۔

عشرہ فجر کی اہمیت

اس سال کا عشرہ فجر (ایران میں اسلامی انقلاب کی کامیابی کا دس روزہ سالانہ جشن) اور ۲۲ بہمن (۱۱ فروری) ایک منفرد جوش و خروش کا حامل ہے۔ کیونکہ لوگ کئی برسوں کی جدوجہد کے بعد اب یہ دیکھ رہے ہیں کہ ان کی آواز کی بازگشت، ان کی مظلومانہ لیکن مستحکم آواز آج دنیائے اسلام کے دوسرے خطوں میں بھی طاقت کے ساتھ سنائی دے رہی ہے۔

شمالی افریقہ، مصر، تیونس اور بعض دوسرے ممالک میں پیش آنے والے یہ واقعات، ملتِ ایران کے لیے ایک مختلف معنی کے حامل ہیں؛ ایک مخصوص معنی رکھتے ہیں، یہ وہی چیز ہے جسے ملتِ ایران کے عظیم اسلامی انقلاب کی کامیابی کی مناسبت سے اسلامی بیداری کے عنوان کے تحت ہمیشہ بیان کیا جاتا تھا اور آج یہ سب ظاہر ہو رہا ہے؛ اس لیے یہ عشرہ فجر اہمیت رکھتا ہے۔

آج میں پہلے خطبے میں، کچھ باتیں اپنے انقلاب کے بارے میں عرض کروں گا،

---

[1] سورہ الاحزاب ۳۳، آیت ۱۔

دوسرے خطبے میں کچھ مصر اور تیونس کے مسائل کا ذکر ہوگا اور اس کے بعد آپ معزز نمازیوں کی اجازت سے اس پورے خطے کے عرب مسلمانوں کے لیے عربی زبان میں خطاب کروں گا؛ انشاء اللہ!

کچھ اسلامی انقلاب کے بارے میں

ہمارے اپنے انقلاب کے بارے میں ملت ایران کے اس عظیم واقعے کے بارے میں جو کچھ مجھے عرض کرنا ہے، جو کہ ہمارے لیے ایک سبق اور عبرت ہے وہ پہلے تو عالمی حقائق کی ایک تصویر کشی ہے تا کہ یہ دیکھیں کہ مستکبرین، سامراج، عالمی غنڈے، طاقتور ممالک کیا چاہتے تھے اور کیا ہوگیا۔ کس مقصد کے پیچھے تھے لیکن عملی طور پر کیا ہوا؛ اس کے بعد انقلاب کی دو خصوصیات، جن کا تعلق ہمارے اسی دور سے ہے، انہیں بیان کروں گا۔

موجودہ حالات کی تصویر کشی

پہلا حصہ

پہلا حصہ کہ جس کا تعلق موجودہ حالات کی ایک تصویر اور پھر اس کا موازنہ ہے ان باتوں کے ساتھ جو کہ عالمی غنڈے اور سامراج چاہتا تھا، کے حوالے سے عرض کرتا ہوں:

پہلی اور دوسری جنگِ عظیم کے فاتحین، جن میں زیادہ تر چند یورپی ممالک اور امریکہ تھے، ان کے پاس مشرقِ وسطیٰ کے اس اہم خطے کے لیے ایک مستقل پالیسی تھی؛ کیونکہ یہ خطہ، اسٹریٹجک حوالے سے بھی اہم ہے، ایشیا، یورپ اور افریقہ کو باہم متصل کرنے والا علاقہ ہے نیز دنیا کے عظیم ترین تیل کے ذخائر کا خطہ ہے۔ یہی تیل، جو کہ ان تمام صنعتی طاقتوں کے لیے شہ رگ کی حیثیت رکھتا ہے جو آج دنیا پر حاکم ہے۔

نیز ملتوں کے لحاظ سے بھی یہاں بہت قدیم ملتیں ہیں جن کی جڑیں بہت گہری اور تاریخ بھی اہم ہے۔

خطے میں ممالک اور سیاسی یونٹ کی تشکیل

اس لیے اس خطے کے لیے انہوں نے ایک پالیسی اختیار کی۔ وہ پالیسی یہ تھی کہ اس خطے میں ایسے ممالک اور ایسے سیاسی یونٹ وجود میں آجائیں، جوان خصوصیات کے مالک ہوں:

اولاً کمزور ہوں،

ثانیاً ایک دوسرے کے دشمن ہوں، مخالف ہوں، ایک دوسرے کا ساتھ نہ دیں، اتحاد نہ کرسکیں۔ لہٰذا آپ نے دیکھا کہ عرب قوم پرستی، ترک قوم پرستی، ایرانی قوم پرستی کو ہوا دینے کی پالیسی پر لمبی مدت تک عمل ہوا۔

ثالثاً یہاں کے حکمران، ان کے بٹھائے ہوئے ہوں، اطاعت گذار ہوں، مغربی طاقتوں کے زیر اثر آنے والے اور بات ماننے والے ہوں۔

رابعاً اقتصادی اعتبار سے خرچ کرنے والے (Consumer) ہوں؛ یعنی جو تیل تقریباً مفت ان سے لیتے ہیں، اسی تیل کی قیمت دوبارہ درآمدات کی مد میں خرچ کر دیں، چیزوں کے استعمال میں خرچ کر دیں تاکہ مغربی کارخانوں کی رونق باقی رہے؛

پانچویں بات یہ کہ علمی اعتبار سے غیر ترقی یافتہ ہوں، انہیں علمی ترقی کی اجازت نہ دی جائے۔ یہ باتیں جو میں عرض کر رہا ہوں، سب عنوانات ہیں۔ ان میں سے ہر ایک درحقیقت ایک کتاب کے برابر تشریح اور تفصیل کا متقاضی ہے۔

کہ کس طرح سے ہمارے اپنے ایران میں بعض دوسرے ممالک علم کے پھیلاؤ اور علمی گہرائی سے روکتے تھے۔ اس خطے کی عوام، ثقافتی اعتبار سے یورپیوں کی تقلیدِ محض کریں؛

عسکری اعتبار سے، ذلیل، بے بس اور کمزور ہو؛ اخلاقی اعتبار سے فاسد ہو، طرح طرح کے اخلاقی انحطاط سے دوچار ہو؛ مذہبی اعتبار سے بھی مکمل طور پر سطحی اور انفرادی مذہب پر راضی رہنے والے بلکہ صرف رسمی طور پر مذہبی رہ جائے۔ یہ وہ خواب تھا جسے انہوں نے اس خطے کے لیے دیکھا تھا۔اسی کے لیے پالیسیاں بنائی تھیں۔

شاید مغربی پالیسی سازوں نے ہزاروں گھنٹے بیٹھ کر ان مسائل پر مطالعہ کیا تھا، غور کیا تھا، منصوبہ بندی کی تھی، اپنے آدمیوں کو اس خطے کے ممالک میں مامور کیا تھا اور ان کے ذریعے سے کام انجام دیئے تھے۔ اس تجزیہ کے ذریعے رضا خان (شاہ کے باپ) کے عمل کو صحیح طور پر سمجھا جا سکتا ہے، محمد رضا (شاہ) کے عمل کو سمجھا جا سکتا ہے۔ ترکی کے مصطفی کمال (اتاترک) اور بہت سے دوسروں کے کاموں کو بہتر طور پر سمجھ سکتے ہیں، یہ ان کا منصوبہ تھا۔

اس میں کامیاب بھی رہے۔ اسلامی انقلاب کی کامیابی سے پہلے، سوائے بعض مختصر ادوار کے، اور وہ بھی صرف بعض معاملات میں، صرف بعض مختصر ادوار میں۔ مثلاً مصر میں چند برسوں کے لیے ایک قومی حکومت بن گئی، ایران میں کسی اور طریقے سے، دوسرے ممالک میں دوسرے انداز سے؛ لیکن عمومی اور کلی طور پر دیکھیں تو ان تمام معاملات میں وہ آگے ہی بڑھے ہیں، انقلاب سے پہلے تک۔

عظیم انقلاب کا وقوع پذیر ہونا

لیکن اچانک ایک بڑا واقعہ پیش آجاتا ہے، ایک عظیم اور پُرنور دھماکہ ہو جاتا ہے جو ان کے تمام معاملات کو دگرگوں کر دیتا ہے۔ امام خمینی کے نام سے ایک عالم، برجستہ، حکیم، فقیہ، مجاہد، بہادر، خطرات کا مقابلہ کرنے والا اور بااثر انسان ایرانی عوام میں ظاہر ہوتا ہے کہ درحقیقت اس مرد کا ظاہر ہونا، اس کا سامنے آنا، اس عظیم انسان کی تربیت کرنا، یہ سب خدا کا کام

تھا۔ یہ الٰہی تقدیر تھی کہ کچھ ایسا ہو جائے۔

ایران کے لوگ بھی تیار تھے، استقبال کیا، قبول کیا، خطرات کا ڈٹ کر مقابلہ کیا، میدان میں آ گئے، اپنی جان دی، مال لٹایا۔ امتحان میں خوب کامیاب ہوئے۔ لہٰذا انقلابِ اسلامی وجود میں آ گیا۔ اُن کے سارے اندازے غلط ثابت ہوئے، ان میں خلل واقع ہوا۔

ایران میں اسلامی انقلاب قوت کے ساتھ ظاہر ہوا اور قوت کے ساتھ جاری رہا۔ یعنی ایسا نہیں تھا کہ پہلے دو تین سال ایک ہیجان اٹھے اس کے بعد سب کچھ ختم ہو جائے؛ نہیں، یہ سب جاری رہا؛ بعد میں اس کے جاری رہنے کے حوالے سے کچھ عرائض پیش کروں گا۔

امام پہاڑ کی مانند ڈٹ گئے، ملت بھی امام کے پیچھے پہاڑ کی طرح جم کر کھڑی ہو گئی۔ دشمن کا محاذ ـ۔ یہ ایک دشمن نہ تھا، بلکہ کلِ کفر کا محاذ تھا ـ۔ اور پوری کوشش کرتا رہا؛ ان سے جو کچھ بن پڑا، انہوں نے کیا؛ سڑکوں پر جھڑپوں سے لے کر قومی جنگوں، سرد جنگ کی کیفیت، آٹھ سالہ جنگ مسلط کرنا، اقتصادی بائیکاٹ، پچھلے بتیس برسوں کے دوران نفسیاتی جنگ کے لیے زبردست وسائل کا استعمال تک۔ بتیس برسوں سے ایرانی عوام، انقلاب اور امام کی فکر کے خلاف نفسیاتی جنگ جاری ہے: جھوٹ بولا، تہمت لگائی، افواہیں پھیلائیں، اختلافات ڈالنے کی کوششیں کیں، اندرونی طور پر راستوں کو منحرف کرنے کی سازشیں کیں۔

دشمن کے اہداف

وہ جن اہداف کو حاصل کرنا چاہتے تھے، اس میں پہلے مرحلے پر، انقلاب اور نظامِ جمہوری اسلامی کا خاتمہ تھا۔ پہلا ہدف، ختم کرنا تھا۔ اگلا ہدف یہ تھا کہ اگر اسلامی نظام کا خاتمہ نہ ہو سکے تو انقلاب کی ہیئت تبدیل کر دیں یعنی انقلاب کی صورت باقی رہے لیکن انقلاب کا باطن، انقلاب کی سیرت، انقلاب کی روح ختم ہو جائے۔

اس حوالے سے انہوں نے بہت کوششیں کیں؛ اور آخری کوشش جو ظاہر ہوئی، وہ ۸۸ (۲۰۰۹) کا فتنہ تھا۔ درحقیقت یہ ایک کوشش تھی، کچھ لوگ اندر سے، حبِ نفس کی خاطر، حبِ جاہ کے لیے ۔۔ یا اسی قسم کے دوسرے خطرناک نفسانی امراض کی وجہ سے ۔۔ اس سازش کا شکار ہو گئے۔ میں بارہا کہہ چکا ہوں کہ سازش کرنے والے، منصوبہ بنانے والے اور ڈائریکشن دینے والے سرحدوں کے اُس جانب تھے اور ہیں۔ اندر سے ان کے ساتھ تعاون کیا گیا؛ بعض نے دانستہ اور بعض نے نادانستہ طور پر۔ یہ تھا دوسرا ہدف۔

تیسرا ہدف یہ تھا اور ہے کہ کچھ ایسا کام کر ڈالیں کہ اگر اسلامی نظام باقی رہ جائے تو کچھ ایسے ضعیف النفس انسانوں سے فائدہ اٹھایا جائے جن کے اندر گھسا جا سکتا ہو اور ملکی معاملات میں انہی کو اپنا اصلی فریق قرار دے دیا جائے۔ آخرکار ایسا نظام وجود میں آ جائے اور جاری رہے جس میں مناسب استحکام نہ ہو، کمزور ہو، اطاعت گزار ہو ۔۔ اصل یہ ہے کہ کاسہ پھیلائے اور مطیع ہو ۔۔ امریکہ کے مقابلے میں سینہ سپر نہ ہو، کھڑا نہ ہو۔ یہ ہیں اہداف۔

یہ کام اور یہ مراحل اب تک ناکام رہے ہیں، آج تک وہ نہیں کر سکے۔ البتہ بہت کوششیں کیں، طرح طرح کے کام کرتے رہے ۔۔ اپنی گفتگو کے دوران ان میں سے بعض کی جانب اشارہ کروں گا۔ اپنی کوششوں میں انہوں نے کوئی کمی بھی نہیں چھوڑی، لیکن کامیاب نہ ہو سکے؛ کیونکہ لوگ بیدار تھے۔

ہمارے معاشرے میں بہت اچھے دانشور ہیں؛ بہت اعلیٰ ملت ہے؛ مملکت کے ذمہ دار عناصر بہت اچھے ہیں۔ الحمدللہ آج تک دشمن اپنے اہداف حاصل نہیں کر سکا ہے۔ انقلاب نے اپنا راستہ جاری رکھا ہے اور آگے بڑھا ہے۔

انقلاب کے ثمرات

اب انقلاب میں ہوا کیا ہے؟ دیکھیے، یہ بہت اہم ہے۔ یہ انقلاب جو کہ ایران میں آیا، اس نے کچھ ایسی تبدیلیاں پیدا کر دیں جو گہرائی کے اعتبار سے بہت اہمیت رکھتی ہیں، بنیادی تبدیلیاں ہیں۔ انہی تبدیلیوں کی بنیاد پر انقلاب کو آگے بڑھایا جا سکتا ہے اور بڑے پیمانے پر تبدیلیاں لائی جا سکتی ہیں۔ یہ بنیادی ستون بہت مضبوطی سے لگائے گئے ہیں۔

میں ان تبدیلیوں میں سے بعض کو عرض کروں گا۔ البتہ یہ سب کو معلوم ہیں، سب جانتے ہیں، ہماری آنکھوں کے سامنے ہے؛ لیکن جس طرح سے خدائے متعال قرآن میں ہمیں سورج کی جانب توجہ دلاتا ہے:

وَالشَّمْسِ وَضُحٰىهَا ۝۱ [1]

سورج ہماری آنکھوں کے سامنے ہے، لیکن قسم کھاتا ہے تاکہ ہم زیادہ توجہ مبذول کریں کہ یہ واقعہ، یہ حادثہ، یہ چیز اس قدر عظمت کی حامل ہے۔ ہم بھی اپنے اردگرد موجود اس عظیم مسئلے کی جانب توجہ کریں؛ لہٰذا ان کا ذکر اس اعتبار سے ضروری ہے کہ ہم خود توجہ کریں۔

دین ریاستی اُمور کا محور

اولاً انقلاب سے پہلے، مملکت پر مسلط نظام، سخت اسلام مخالف نظام تھا۔ انہیں ظاہری معاملات سے زیادہ سروکار نہ تھا، لیکن باطنی حوالے سے وہ درحقیقت لوگوں کے اسلامی اعتقادات کو جڑ سے اکھاڑ دینا چاہتے تھے۔ اس حوالے سے مثالیں، شواہد، یادگار واقعات بندۂ حقیر کے ذہن میں ہیں جن کو بیان کرنے کا موقع نہیں ہے۔

---

[1] سورہ الشّمس ۹۱، آیت ۱۔

انقلاب آیا بالکل اس کے ۱۸۰ درجے مقابل۔ اسلام کو ریاست کے امور چلانے کے لیے محور بنایا؛ مدیریت کا مرکز قرار دیا؛ آج اسلامی احکام وقوانین مملکت کے قوانین اور ان کو نافذ کرنے والے حکمرانوں کو مسترد یا قبول کرنے کا معیار ہیں۔

سیاسی استقلال

انقلاب سے پہلے، سیاسی اعتبار سے ملک وابستہ تھا؛ یعنی حکومت، خواہ خود محمد رضا (شاہ) کی ہو یا دوسرے مختلف اداروں کی؛ سب امریکہ کے سامنے کاسہ پھیلائے تھے؛ امریکی اشاروں کے منتظر تھے۔اس حوالے سے بھی متعدد شواہد موجود ہیں۔

ایک آدمی (ڈاکٹر امینی) یہاں سے اٹھتا ہے اور امریکہ جاتا ہے کہ امریکیوں کو ایران میں اپنے وزیرِ اعظم بننے پر راضی کرے۔ وہ آیا اور وزیر اعظم بن گیا۔ دو ایک سال بعد، شاہ، جو کہ اس کا مخالف تھا، وہ گیا امریکہ، امریکیوں کو راضی کیا کہ اسے وزارتِ عظمیٰ سے معزول کردے۔اب کے شاہ آیا اور اسے وزارتِ عظمیٰ سے معزول کر دیا! یہ تھی ہمارے ملک کی حالت۔ وزیرِ اعظم، بادشاہِ مملکت، ملک کے سربراہ کا انتخاب امریکہ کی حمایت اور اس کی رضامندی کا محتاج تھا۔

بہت سے معاملات میں شاہ، امریکہ اور برطانیہ کے سفیر کو اپنے محل میں دعوت دیا کرتا تھا تا کہ جو فیصلہ وہ کرنا چاہ رہا ہے، ان کو اس سے آگاہ کرے! اگر وہ مخالف ہوتے تو فیصلہ پر عمل نہیں ہوتا تھا۔سیاسی وابستگی یعنی یہی۔ یہ امریکہ کے مطیع محض تھے اور امریکی دورِ تسلط سے پہلے برطانیہ کے مطیع تھے۔

رضا خان کو خود برطانویوں نے حکمرانی دی تھی؛ پھر جب دیکھا کہ اب وہ ان کے لیے بیکار ہو گیا ہے تو خود ہی اسے معزول کر دیا، اسے مملکت سے بے دخل کر دیا اور اس کے بیٹے کو اس

کی جگہ لے آئے۔ یہ سب انقلاب سے پہلے تھا۔

انقلاب آیا اور ریاست کو بھرپور سیاسی استقلال دے دیا۔یعنی آج اس بھری دنیا میں، اتنی ساری طاقتوں میں سے کوئی بھی بڑی طاقت ایسی نہیں ہے جو یہ دعویٰ کر سکے کہ اس کی خواہشات، اس کا ارادہ ملک کے ذمہ داروں یا ایرانی عوام پر ذرہ برابر بھی اثر کر سکتا ہے۔ خصوصاً یہ نکتہ۔۔یعنی سینہ تان کر کھڑے ہونا، استقلال، سیاسی عزت۔تمام ملتوں کے لیے سب سے بڑھ کر جاذبیت کا حامل ہے۔ یہ جو آپ دیکھتے ہیں کہ تمام ملتیں ایران کی عظیم ملت کے لیے دل میں عزت محسوس کرتی ہیں، اس کی زیادہ تر وجہ یہی سیاسی استقلال ہے۔

جمہوریت

انقلاب سے پہلے بادشاہت تھی۔اس کے مقابلے میں جمہوریت ہے۔ بادشاہت میں لوگوں کا کوئی اختیار نہیں ہوتا؛ جمہوری حکومتوں میں لوگ ہی سب کچھ ہوتے ہیں۔

انقلاب سے پہلے حکومت وراثتی تھی؛ ایک مر جاتا تھا، اپنی جگہ دوسرے کو معین کر دیتا تھا؛ یعنی لوگوں کا کوئی کردار نہیں ہوتا تھا۔ چاہیں یا نہ چاہیں، انہیں قبول کرنا ہوتا تھا۔ جمہوری اسلامی ایران میں انقلاب کی برکت سے حکومت جمہوری ہے۔لوگ انتخاب کرتے ہیں؛ لوگوں کا مزاج اور ان کی خواہشات تقدیر ساز ہیں۔

انقلاب سے پہلے حکومت آمرانہ اور پولیس اسٹیٹ کی طرح سے تھی؛ ایک سخت اور تاریک ڈکٹیٹرشپ۔ مجھے یاد ہے پاکستان سے ایک ہمارے دوست ہمارے پاس مشہد۔غیر قانونی طور پر آئے تھے۔ وہ باتوں کے دوران کہہ رہے تھے کہ فلاں اعلامیہ (یعنی حکومت مخالف تحریری تنقید) ہم نے باغ میں دوستوں کے ساتھ بیٹھ کر پڑھا، مجھے حیرت ہوئی تھی؛ باغ میں؟! اعلامیہ؟! ایسا کیسے ممکن ہے؟! ہمارے ذہنوں میں تو خیال بھی نہیں آتا تھا کہ کسی کی جیب

میں ایک اعلامیہ ہو جس میں حکومت پر کچھ تنقید ہو اور وہ گلیوں میں چل پھر سکے۔ یہ تھی اس زمانے کی پولیسی ڈکٹیٹر شپ کی حالت۔

انقلاب آیا، اس نے آزاد فضا، تنقید، اصلاح، تذکر اور یہاں تک کہ لوگوں کے لیے مخالفت اور اعتراض کی فضاؤں کے شعوری وفکری رہنمائی کے دریچے کو کھول دیے۔ ان بتیس برسوں میں اسی طرح سے تھا؛ یہاں تک کہ انقلاب کے ابتدائی برسوں میں بھی۔

علم وٹیکنالوجی کی ترقی

انقلاب سے پہلے ملک میں علم وٹیکنالوجی کا پورا دارومدار مغرب پر تھا۔ کئی بار ذکر کیا ہے؛ ہمارے بعض فوجی طیاروں کے پارٹس جو خراب ہو چکے تھے یا گھس گئے تھے، اور ان کی مرمت ضروری تھی، اس بات کی اجازت نہیں دی جاتی تھی کہ ایئر فورس کے افراد اس پارٹ کو کھولیں اور دیکھیں کہ یہ کیا ہے؟ یہ تو بہت دور کی بات ہے کہ اسے بنانے کی فکر بھی کریں۔ وہ پارٹ جہاز میں لاد کر امریکہ لے جایا جاتا تھا اور اس کی جگہ دوسرا لے آتے تھے یا اگر مرمت ہونا ہوتی تو مرمت کر دیتے تھے۔ جو صنعت موجود تھی وہ سب اسمبلنگ کی صنعت تھی، بغیر کسی جدت طرازی کے۔

انقلاب کے بعد علمی اعتبار سے اپنے او پر یقین پیدا ہوا اور عوامی سطح پر خود اعتمادی پیدا ہوئی۔ اتنے عظیم دانشور کثیر تعداد میں، مختلف شعبوں میں دیکھے گئے کہ آج ہمارے ملک میں ایسے منفرد دانشور موجود ہیں کہ پوری دنیا میں ان جیسے افراد انگشت پر شمار کیے جا سکتے ہیں۔ ہمارے دانشور آگے بڑھے ہیں اور زیادہ تر جوان ہیں۔

سیاسی اثر ورسوخ

انقلاب سے پہلے ایران دنیا کے بلکہ خطے کے مسائل میں کوئی قابلِ ذکر کردار کا حامل نہیں تھا۔ ایک بے وقعت ملک تھا؛ مسائل میں کوئی اثر نہیں ڈال سکتا تھا۔ انقلاب کے بعد دنیا بھر کی ملتوں کی آنکھوں میں، اس ملت کی عزت وعظمت نے، خطے کے معاملات میں اس کے اثر نے دشمن کو مبہوت کر کے رکھ دیا ہے۔ دشمنوں کو اعتراف واقرار کرنا پڑا۔

آج آپ دیکھئے! ان سائٹس پر جو بین الاقوامی خبریں دیتے ہیں، ہمیشہ ایران کے اثر و رسوخ، ایران کے تسلط، خطے کے مسائل میں ایران کی موجودگی کا ذکر ہوتا ہے؛ اپنے مخصوص مفادات کی خاطر سہی، لیکن اعتراف کرتے ہیں۔

ثقافتی استقلال

انقلاب سے پہلے، ثقافتی اعتبار سے ہم مقلد محض تھے؛ لیکن انقلاب کے بعد، ثقافتی یلغار کو ایک خطرہ سمجھا گیا۔ اس قسم کے عنوانات بہت ہیں۔ یہ بنیادی چیزیں ہیں۔

جب کسی ملک میں یہ بنیادیں ڈال دی جائیں، پھر ایسی ملت یہ امید کر سکتی ہے کہ ان پر ایک جدید اور عظیم تمدن کی بنیاد ڈال سکتے ہیں۔ ان میں سے ہر خصوصیت کسی نہ کسی اعتبار سے ملتوں کی توجہ کو مبذول کرواتی ہے۔ دوسرے ملکوں کی عوام نظر ڈالتی ہے، دیکھتی ہے، جذب ہو جاتی ہے، داد وتحسین دیتی ہے البتہ ان میں سب سے زیادہ اہم وہی سیاسی استقلال اور عالمی بدمعاشوں کے مقابلے میں سینہ تان کر کھڑا ہونا ہے۔

میں ایک مغربی صاحب مقام شخص کا ایک قول نقل کرتا ہوں۔ میری یہ عادت نہیں ہے کہ میں مغربی سیاستدانوں اور مشہور لوگوں کی باتیں نقل کروں؛ لیکن یہ جملہ بہت دلچسپ ہے۔ وہ کہتا ہے: دو چیزیں ایسی ہیں، جو اگر مسلمانوں کے درمیان پھرتی رہیں اور مسلمان عوام

ان دو چیزوں سے آگاہ ہوجائیں تو مغرب کے تمام مسلمہ اصول ناکام اور باطل ثابت ہوجائیں گے۔ یہ دو چیزیں کیا ہیں؟

یہ مغربی مفکر کہتا ہے:

ایک جمہوری اسلامی کا آئین ہے؛ کہ یہ آئین ایک عوامی اور دورِ جدید کی ترقی یافتہ حکومت جو کہ مکمل طور پر دینی بھی ہو، کو دنیا کے مسلمانوں کی نظر میں ممکن بناتا ہے۔ یہ آئین بتاتا ہے کہ ایک ایسی حکومت ممکن ہے جو ماڈرن بھی ہو، آج کے دور کی بھی ہو، ترقی یافتہ بھی ہو اور مکمل طور پر دینی بھی ہو۔ آئین اس کی تصویر کشی کرتا ہے۔ کہتا ہے کہ ایسا ممکن ہے یہ ایک۔

دوسری چیز، جمہوری اسلامی (ایران) کے علمی، اقتصادی، سیاسی اور فوجی کارنامے ہیں؛ کہ یہ مسلمانوں کے ہاتھ لگ جائیں کہ یہ امرِ ممکن عمل میں بھی آچکا ہے، وقوع پذیر بھی ہو چکا ہے۔ وہ کہتا ہے، مسلمان عوام اگر اس امکان اور وقوع نسبی، جو کہ ممکن بھی ہے اور آج کے اسلامی ایران میں بطورِ نسبی واقع بھی ہو چکا ہے، سے آگاہ ہو جائیں، اس نظام سازی کو مدنظر رکھ لیں تو پھر انقلاب کے سلسلوں کو نہیں روکا جا سکے گا۔

آج یہ ہو چکا ہے۔ البتہ یہ سب آج نہیں ہوا ہے؛ تیس سال ہو چکے ہیں۔ ایک بات آہستہ آہستہ اور بتدریج ملتوں کے ذہنوں میں جگہ پاتی ہے، رشد کرتی ہے، پختہ ہوتی ہے، بعد میں اس صورت میں جو کہ آج شمالی افریقہ اور دوسرے خطوں میں دیکھی جا رہی ہے، ظاہر ہوتی ہے۔

انقلاب اسلامی اور مغرب کی سیاسی غلطیاں

ایٹمی مسئلہ

البتہ خود مغرب والوں نے بھی سیاسی غلطیاں کی ہیں؛ ان سیاسی غلطیوں نے بھی جمہوری اسلامی کی مدد کی ہے۔ دیکھیئے، اسی ایٹمی مسئلے میں مغرب والوں نے غلطی کر دی۔ ایران کے ایٹمی مسئلے کا مقابلہ کرنے کے لیے انہوں نے اسے بڑھایا چڑھایا، شور مچایا، دباؤ ڈالا کہ جمہوری اسلامی کو ایٹمی مسئلے سے پسپا ہو جانا چاہیے۔

ٹھیک ہے، ان سات برسوں میں۔۔سات سال سے یہ لوگ کوششوں میں مصروف ہیں۔دو باتیں دنیا بھر کے لوگوں کے لیے واضح ہو گئیں۔ایک یہ کہ ایران ایٹمی مسئلے میں غیر متوقع کامیابیاں حاصل کر چکا ہے۔

دوسری یہ کہ ایران تمام تر دباؤ کے باوجود ڈٹا ہوا ہے اور پسپا نہیں ہو رہا۔ یہ سب ملتِ ایران کے فائدے میں تھا۔اب پوری دنیا جانتی ہے کہ امریکہ، یورپ، ان کے معاونین اور ان کے پیچھے چلنے والے تمام تر دباؤ کے باوجود جمہوری اسلامی پر غالب نہیں آ سکے ہیں اور اسے پیچھے ہٹنے پر مجبور نہیں کر سکے ہیں۔ یہ بات خود ملتِ ایران کی دشمنی کی وجہ سے جان لی گئی؛ یعنی یہ بات ملتِ ایران کے تعارف کے لیے مددگار بن گئی۔

تیل کا مسئلہ

دوسرے معاملات میں بھی ایسا ہی ہوا۔ ہوا کھڑا کر دیا کہ ہم تیل پر پابندی لگانا چاہتے ہیں تا کہ تیل نہ پہنچے۔ ہاں ہم تیل کی درآمد کرتے تھے اور کرتے ہیں۔ کہنے لگے کہ ہم تیل کو روک دیں گے۔ ہوا کھڑا کیا، شور مچایا اور جنجال برپا کیا۔ان کے تجزیہ کاروں نے اندازہ لگایا تھا، کہا تھا کہ ریاست میں انارکی پھیل جائے گی، لوگ نہ جانے کیا کچھ کر دیں گے۔ یہ چیز

اس بات کا سبب بنی کہ مملکت کے ذمہ دار تیل کی زیادہ پیداوار کے بارے میں سوچنے لگے۔

آج، جیسا کہ مجھے رپورٹ ملی ہے البتہ توفیق الٰہی سے انشاء اللہ ۲۲ بہمن (۱۱ فروری) تک ملک مکمل طور پر تیل کی درآمد سے بے نیاز ہو جائے گا۔ جیسا کہ مجھے رپورٹ دی گئی ہے، اس کے بعد ہم تیل برآمد بھی کر سکتے ہیں؛ جس کا حکم بھی دے دیا گیا ہے۔ تو ان کا یہ شور شرابا بھی ملتِ ایران کے فائدے میں ہی گیا۔ بین الاقوامی نگرانوں نے بھی اسے دیکھا۔ تمام معاملات میں ایسا ہی ہے۔

دیگر مسائل

جنگ کے دور میں اسلحے کی پابندی میں بھی ایسا ہی ہوا۔ (جمہوری اسلامی کے) مقابلے میں ایک افراطی اسلامی تحریک کو کھڑا کرنے میں بھی ایسا ہی ہوا۔ آئے اور ہمارے پڑوس میں ایک (حد سے بڑھی ہوئی) افراطی اسلامی تحریک بنا دی، جمہوری اسلامی کو نیچا دکھانے کے لیے۔ اب وہی ایک آفت بن کر خود ان کی جان کا روگ بن گئی ہے۔ اب اس کو روک بھی نہیں سکتے۔ سمجھ میں نہیں آ رہا کہ کس طرح اس کا حل نکالیں۔ مذہبی اختلافات پیدا کرنے میں بھی ایسا ہی ہوا۔

اسی ۸۸ کے فتنے (۲۰۰۹) میں بھی ایسا ہی تھا۔ ہوا کھڑا کیا، شور مچایا، کہا کہ جمہوری اسلامی اب ختم ہو گیا، اختلافات پیدا ہو گئے ہیں؛ ایسا ہو گیا ہے، ویسا ہو گیا ہے۔ پھر دیکھا کہ ملتِ ایران نے اس پر غلبہ پا لیا ہے۔ پچھلے سال ۹ دی اور ۲۲ بہمن کے دن صحیح معنی میں ایام اللہ تھے۔ دل خدا کے ہاتھ میں ہیں۔ خدائے متعال نے ان دلوں کو میدان میں اتارا، ملتِ ایران نے اپنی عظمت کا اظہار کیا۔

وہ جو کام بھی کر رہے ہیں، ان کے نقصان میں ہی جا رہا ہے۔ آئندہ بھی ایسا ہی ہوگا۔ تو یہی حقیقت ہے جو آج دنیا میں موجود ہے۔ کیا چاہتے تھے اور کیا ہوا!

اسلامی انقلاب؛ ایک مثال

اب دوسری بات جو مجھے کہنا تھی، وہ عرض کرتا ہوں۔ کسی بھی واقعے کی اہمیت کو جاننا ہو نیز اس کام کی کامیابی کو سمجھنا ہو تو دیکھنا چاہیے کہ وہ کام کس قدر لوگوں کے لیے مثال بنا ہے اور اس نے کس قدر استقامت سے کام لیا۔ ثابت قدم اور اپنی بات پر قائم رہا ہے۔ انقلاب بھی اسی طرح سے ہوتا ہے۔

ایک انقلاب اگر کسی کے ذہن و عمل پر اثر ڈالنا چاہتا ہے اور دوسروں کے لیے مثال بننا چاہتا ہے تو اس میں کچھ خصوصیات ہونی چاہئیں۔ اہم ترین خصوصیت، استقامت، ثابت قدمی اور اپنی بات پر قائم رہنا ہے۔ اگر ایسا ہو گیا تو وہ انقلاب دوسروں کے لیے مثال بن جائے گا؛ بصورت دیگر ایسی بجلی ہوگی جو کسی جگہ چمکی اور پھر خاموش ہو گئی، کچھ زیادہ مثال نہیں بن سکتا، کچھ زیادہ دوسروں کو اپنے پیچھے چلنے پر راضی نہیں کر سکتا۔

ہمارا انقلاب ایسا ہی ہے۔ ہمارا انقلاب فکر دے سکا ہے، مثال بن سکا ہے؛ اور یہ ثابت قدمی، استقامت اور اصولوں اور بنیادوں پر ڈٹ جانے کی وجہ سے ہوا ہے کہ اس انقلاب نے امام کے وسیلے سے اعلان کیا، اس انقلاب نے استقامت دکھائی۔ میں اس بارے میں بھی چند مثالیں عرض کروں گا۔

مثال (۱) اسلامی مملکت

ایک مثال اسلامی ہونا ہے۔ امام نے پہلے ہی کہا تھا کہ ہمارا انقلاب اسلامی ہے، اسلام پر مبنی ہے۔ دنیا میں بہت شور شرابا اور جنجال برپا ہوا۔ کہنے لگے اسلامی ہونا ڈیموکریسی سے میل نہیں کھاتا، اسلامی ہونا رجعت پسندی ہے، اسلامی ہونا ارتجاع ہے، اسلامی احکام قابلِ نفاذ نہیں ہیں وغیرہ وغیرہ۔

کچھ لوگوں نے ان کی آوازوں کو اندر سے بھی ہوا دی؛ کتابیں لکھیں، مقالے تحریر

کیے، افواہیں پھیلائیں، کہ جمہوری اسلامی کو اسلام پر پابندی سے پسپا ہونے پر مجبور کردیں۔ جمہوری اسلامی نے استقامت دکھائی اور ان کے شور شرابے کا شکار نہ ہوئی۔ ہاں، ہم اسلامی ہیں؛ اس پر افتخار کرتے ہیں اور ہم ثابت کریں گے کہ یہی انسانیت کے لیے راہِ نجات ہے۔ جمہوری اسلامی نے بلند آواز سے پوری دنیا میں اس کا اعلان کیا۔

آج بتیس سال بعد، آپ ہمارے اسلامی معاشرے کو دیکھیں؛ اگر ہمارا عمل پہلے دن کی نسبت زیادہ اسلامی نہ ہو تو کم از کم اس انقلاب کی کامیابی کے ابتدائی ایام جیسا ضرور ہے۔ ہمارے جن نوجوانوں نے امام کو نہیں دیکھا ہے، جنگ کے ایام نہیں دیکھے، انقلاب کی کوئی بات انہیں یاد نہیں ہے، لیکن اسلامی تعلیمات پر ان کی پابندی اور اس پر عمل ہم بوڑھوں سے بھی زیادہ بہتر ہے؛ وہ زیادہ مستحکم ہیں۔

آج مملکت کے ذمہ دار اسلامی ہونے پر فخر کرتے ہیں۔ البتہ ان بتیس برسوں میں بہت کوشش ہوئی؛ یہاں تک کہ حکومت کے اندر بھی ایسے لوگ تھے جنہوں نے کوشش کی کہ راستے کو غیر واضح صورت میں لے آئیں اور بتدریج دور کردیں، موڑ دیں؛ لیکن ایسا نہ کرسکے۔ لیکن جمہوری اسلامی اپنی بنیادوں پر، اسلامی ہونے کی بنیاد پر کھڑی رہی۔

مثال (۲) جمہوری مملکت

ایک اور مثال جمہوریت کا مسئلہ ہے۔ امام نے ابتداء ہی میں اعلان کردیا کہ لوگ اپنی رائے دیں؛ خواہ خود جمہوری اسلامی کے انتخاب میں، خواہ اسلامی آئین کی تدوین میں، خواہ اس آئین کو قبول کرنے میں جو کہ مجلس خبرگان میں مانا جاچکا تھا، خواہ صدر کے انتخاب میں، خواہ پارلیمنٹ کے انتخاب میں۔ امام ڈٹے رہے۔ دیکھئے، انقلاب کو بتیس سال ہو رہے ہیں، جو ریفرنڈم ہوئے ہیں ان کو ملا کر ہم اب تک بتیس بار عوامی انتخابات برپا کرچکے ہیں۔ یعنی بطورِ متوسط ہر سال ایک انتخاب۔

لوگ گئے، ووٹ ڈالے، انتخاب کیا۔ لوگوں کا انتخاب بہت اہمیت رکھتا ہے۔ جنگ

کے زمانے میں تہران پر بمباری ہو رہی تھی، لیکن انتخابات ملتوی نہیں ہوئے۔ جنگ کے دوران، جن شہروں میں صدامی حکومت کے میزائل برس رہے تھے، وہاں بھی انتخابات ملتوی نہیں ہوئے۔ ایک بار پارلیمنٹ میں بہت دباؤ ڈالا گیا کہ شاید کسی طرح سے اپنے سیاسی دلائل کے ذریعے انتخابات کو ملتوی کرادیں، لیکن کامیاب نہیں ہوئے۔

آج تک جمہوری اسلامی کے انتخابات میں اور عوامی نمائندگی کے انتخاب میں ایک دن کی تاخیر نہیں ہوئی ہے۔ یہ ہے جمہوریت۔ پہلے ہی دن امام نے کہا اور جمہوری اسلامی اس جمہوریت پر ڈٹ گئی۔ ہرگز یہ بات نہیں مانی کہ جمہوریت کو نظرانداز کردے۔

آج مملکت کے ذمہ دار، خبرگان رہبری، جو کہ رہبر کو نصب کرتے اور ہٹاتے ہیں، سے لے کر صدر، پارلیمنٹ، علاقائی کونسلیں یہ سب عوام کے منتخب شدہ افراد ہیں۔ مختلف قسم کی سوچ رکھنے والے گروہ بھی منتخب ہوئے۔ ایسا نہیں ہے کہ ہمیشہ ایک ہی فکر رکھنے والے لوگ (آئے ہوں)؛ نہیں، پہلے دن سے آج تک، یہ چند صدر جو بنے ہیں، ہر ایک مختلف صورت میں، مختلف رائے اور سیاسی رجحانات کے حامل تھے۔ لیکن سب کے سب لوگوں کی رائے سے اقتدار میں آئے۔

مثال(۳) معاشرتی انصاف

اگلی مثال عدالت اجتماعی (Social Justice) کی ہے۔ امام نے ابتداء ہی سے عدالت کا اعلان کردیا۔ عدالتِ اجتماعی ان سب کاموں سے زیادہ مشکل ہے۔ میں آپ سے عرض کرتا ہوں۔ جمہوریت کی حفاظت اور جو دوسرے کام جمہوری اسلامی میں ہوئے ہیں، عدالت اجتماعی کا استقرار ان سب سے زیادہ مشکل کام ہے بلکہ بہت مشکل کام ہے۔

میں یہ نہیں کہتا کہ ہم آج مکمل طور پر عدالت اجتماعی کے قیام میں کامیاب ہو گئے ہیں؛ نہیں، ابھی بہت فاصلہ باقی ہے۔ جو عدالت اسلام ہم سے چاہتا ہے، اس چیز سے جو آج ہماری سوسائٹی میں ہو رہی ہے بہت دور ہے۔ لیکن عدالت اجتماعی کی جانب پیش قدمی نہیں رُکی

ہے بلکہ سفر جاری رہا اور روز بروز تیز تر ہوا ہے۔آج عدالت اجتماعی کی جانب سفر پچھلے برسوں سے بھی زیادہ تیز ہے۔پچھلے ادوار سے بھی بڑھ کر ہے۔

عدالت اجتماعی کا ایک اہم نمونہ، ملک میں موجود مواقع کی درست تقسیم ہے۔عدالت اجتماعی کی حقیقت سے غافل نظاموں میں ایک خاص طبقے پر تکیہ کیا جاتا ہے، ملک کے مخصوص علاقوں پر تکیہ ہوتا ہے؛ لیکن جمہوری اسلامی میں جتنا آگے بڑھتے جائیں۔۔آج جب کہ بتیس سال گزر چکے ہیں۔اس بات کو زیادہ قوت سے دیکھتے ہیں۔

دیہاتوں پر بھی نظر رکھی جارہی ہے، دور دراز واقع شہروں پر نظر رکھی جارہی ہے، یہ دیہاتوں میں اتنے گھروں کی تعمیر، دور دراز واقع شہروں اور دیہاتوں کی جانب سڑکوں کی تعمیر، سڑکوں کی تعمیر، مواصلاتی نظام، بجلی کی دستیابی، مناسب پانی، ٹیلیفون، زندگی کے وسائل، یہ سب پورے ملک میں تقسیم ہوئے ہیں۔

یہ سفر جو مملکت کے ذمہ دار افراد مختلف صوبوں کا کرتے ہیں، مختلف شہروں میں جاتے ہیں، ان میں سے بعض دور دراز کے شہر تو یہ تصور بھی نہیں کرتے تھے کہ کسی دوسرے درجے کے ذمہ دار کو بھی کبھی دیکھ پائیں گے؛ اب وہ دیکھتے ہیں کہ ملک کے اہم ترین ذمہ دار افراد ان کے پاس جاتے ہیں، یہ سب بہت زیادہ اہمیت رکھتا ہے اور بہت اہم ہے۔جب انسان جاتا ہے، مشکلات کو دیکھتا ہے تو اسے دور کرنے کے لیے تحریک پیدا ہوتی ہے؛ اور یہی عدالتِ اجتماعی کا استقرار ہے۔ہم رواں دواں ہیں عدالتِ اجتماعی کی جانب۔

ایران میں مملکت کے عہدیدار

دنیا میں حکمرانوں کی زندگی میں جو کچھ نظر آتا ہے، وہ حکمرانہ طرزِ زندگی ہے؛ جو اقتدار حاصل کر لیتا ہے، صدارت یا کسی اور بڑے مقام پر پہنچ جاتا ہے، اس کی زندگی گویا ادھر

سے اُدھر ہو جاتی ہے ہمارے ملک میں ایسا نہیں ہے۔

البتہ مجھ جیسے لوگ جنہیں اپنی زندگی معاشرے کے کمزور ترین طبقے کے مطابق رکھنی چاہیے، یہ توفیق ہمیں حاصل نہیں ہوئی ہے، ایسا نہیں ہوسکا ہے؛ لیکن معاشرے کے ذمہ داروں اور مملکت کے ذمہ داروں کی زندگی، بحمد اللہ عام لوگوں کی مانند اور بعض اوقات عام لوگوں سے بھی کچھ نیچے ہی ہے؛ یہ بہت اہمیت کی حامل بات ہے۔

یہی سہامِ عدالت کا مسئلہ، یہی دیہاتوں میں گھروں کی تعمیر کا مسئلہ، یہی سبسڈیز کو بامقصد بنانے کا معاملہ، یہ بہت بڑا کام ہے۔ انشاء اللہ اگر ملک کے ذمہ دار افراد اسے اچھی طرح نافذ کریں اور اس پر عمل کریں ۔ یہ بہت اہم ہے۔ یہ سبسڈی جو حکومت بجلی کی مد میں تمام لوگوں کو دیتی تھی، تو جو شخص اپنے گھر میں فانوس لگاتا ہے، زیادہ بجلی خرچ کرتا ہے، وہ کہاں اور جس کے گھر میں ایک بلب، دو بلب ہیں، وہ کہاں؟ جو زیادہ مالدار ہے وہ زیادہ سبسڈی لیتا تھا؛ یہ ظلم تھا۔ اب اس ظلم کو روکنا چاہتے ہیں۔

اسی طرح سے روٹی کا مسئلہ ہے، اسی طرح سے پٹرول وغیرہ کے مسائل ہیں۔ ہم ڈٹے ہوئے ہیں۔ نظام عدالتِ اجتماعی کے نعرے پر قائم ہے۔

سامراج کی مخالفت

اگلا مسئلہ سامراج کی مخالفت ہے؛ دباؤ میں نہ آنا۔ اس معاملے میں بھی ہم ڈٹے رہے۔ یہ بہت مشکل کام تھا۔ لیکن جمہوری اسلامی اس مشکل کام کو انجام دینے میں کامیاب رہی۔ بہت سے لوگ ایسے تھے جو انقلاب کے آغاز ہی میں کہا کرتے تھے کہ جناب اب تو انقلاب آچکا ہے، اب بہت ہوگئی؛ چلو چل کر امریکیوں کے ساتھ اپنے معاملات نمٹا لیتے ہیں!

اس کا مطلب یہ تھا کہ انقلاب کے نعرے کو غلط قرار دے دیا جائے۔ اس بات کی تشویق

کرتے تھے۔ ہر دور میں ایسے لوگ تھے جو اسی بات کے پیچھے تھے؛ یعنی چلو امریکہ کے ساتھ ہو جاتے ہیں؛ جو ہمارا اصلی دشمن ہے اسی کے سائے میں چلے جاتے ہیں؛ اسی کے دامن میں پناہ لے لیتے ہیں۔

اس کا مطلب، فلسطین کے معاملے پر سودے بازی کرنا ہے۔ اس کا مطلب عراق و افغانستان وغیرہ میں امریکہ کے مظالم سے چشم پوشی کرنا ہے۔ اس کا مطلب، ان تمام مظالم کو نظرانداز کرنا ہے جو امریکہ پوری دنیا میں عوام پر ڈھا رہا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ان باتوں پر اعتراض نہ کریں۔

تعلقات کو معمول پر لانے کا مطلب یہ ہے کہ پھر ملتِ ایران اور ایران کے ذمہ دار افراد صراحتاً کسی پر اعتراض نہ کرسکیں اور نہ اپنی بات کہہ سکیں۔ پھر اگلے مرحلہ میں، بتدریج ان کی باتیں ماننے پر مجبور ہو جائیں۔

بہت خوب، یہ ثابت قدمی اور استقامت باعثِ زحمت تھا؛ لیکن بابرکت تھا، رحمتِ الٰہی کو اس نے جذب کیا، ملتوں کی توجہ کو بھی مبذول کرلیا۔ ان بتیس برسوں کے دوران ملتِ ایران کا انقلاب کے اصلی ترین نعروں پر پابند اور قائم رہنے سے یہ برکت حاصل ہوئی کہ آج عالمِ اسلام آپ کو عظمت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔

جب آپ کے ملک کے ذمہ دار دوسرے ممالک کا دورہ کرتے ہیں تو اُس انداز سے ان کا استقبال کیا جاتا ہے۔ جب حساب لگانے والے سیاسی شخصیات کی محبوبیت کا اندازہ لگاتے ہیں تو آپ کے ملک کے ذمہ دار سرفہرست ہوتے ہیں۔ ملتِ ایران کا کام مثال بن گیا؛ آج آپ اس کی نشانیاں دیکھ رہے ہیں۔ یہ عظیم برکت اور یہ خصوصیت ان خصوصیات میں سے ہے جو وقت گزرنے کے ساتھ ہی معلوم ہوسکتی تھی۔

آج مصر میں آپ کی آواز ہی کی صدائے بازگشت سنائی دے رہی ہے۔ امریکہ کا وہ صدر جو ہمارے انقلاب کے دور میں صدر تھا، ابھی چند روز پہلے ایک انٹرویو میں کہتا ہے کہ جو

آوازیں مصر میں سنائی دے رہی ہیں، میں ان سے واقف ہوں! یعنی آج جو کچھ قاہرہ میں سنائی دے رہا ہے، وہ اس کی صدارت کے دور میں اس وقت کے تہران میں سنائی دیتا تھا۔ اس پر دنیا اپنا فیصلہ سنا رہی ہے۔ لہٰذا اس سال کا ہمارا عشرہ فجر (انقلاب کی کامیابی کا جشن) بہت اہم ہے، بہت حساس ہے، ہیجان انگیز اور پُرجوش ہے۔ انشاء اللہ ۲۲ بہمن (۱۱ فروری) کا مظاہرہ آپ ملتِ عزیز کے ذریعے سے ان افتخارات میں مزید اضافہ کر دے گا۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اِنَّاۤ اَعۡطَیۡنٰکَ الۡکَوۡثَرَ ؕ﴿۱﴾ فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَ انۡحَرۡ ؕ﴿۲﴾ اِنَّ شَانِئَکَ ہُوَ الۡاَبۡتَرُ ﴿۳﴾ [1]

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

❁❁❁❁❁

[1] سورہ الکوثر ۱۰۸، آیات ۱ تا ۳۔

خطبہ نماز جمعہ (۲)

دعاؤں کی خصوصیات

(تہران، ۱۷ فروری ۱۹۹۵ء)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الحمد للّٰه رب اللعالمین، احمدہ و استعینه و استغفرہ و اتوب الیه۔ و اصلی و اسلم علی حبیبه و نحیبه و خیر ته فی خلقه و حافظ سرہ و مبلغ رسالاته؛ بشیر رحمته و نذیر نقمته؛ سیدنا و نبینا، و حبیب قلوبنا وشفیع ذنوبنا، ابی القاسم محمد و علی آله الاطیبین الاطهرین المنتجبین الهداة المهدیین المعصومین المطهرین المکرمین۔ سیما بقیت الله فی الارضین۔ قال الله الحکیم فی کتابه: " واذا سئلك عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوة الداع اذا دعان۔ فلیستجیبوا الی ولیؤمنوا بی لعلهم یرشدون"

تقویٰ کی تلقین

تمام نمازی بہنوں، بھائیوں اور اپنے نفس کو تقوائے الٰہی کی اختیار کرنے دعوت دیتا ہوں۔ عظمت باری تعالی اور اس بات کو کبھی فراموش نہ کریں کہ وہ غفور، ودوَد، بصیر اور علیم ربّ، ہر جگہ، حتی ہمارے ذہنوں کی یادوں میں اور ہمارے دلوں میں اور جو ہم دوسروں کے بارے میں سوچتے ہیں اور فیصلہ کرتے ہیں، ہمارے اعمال، کردار اور ہمارے احساسات میں، ہر جگہ موجود رہتا ہے۔

ان تمام امور میں اللہ، حضرت احدیت اور علم حق تعالی کو فراموش نہ کریں اور اسے محسوس کریں۔ یہی تقوی ہے۔ یہ تقوے کا مہینہ ہے۔ جس کا نصف حصہ گزر چکا ہے۔ اس مدت میں خداوند عالم نے دلوں کو نورانی کر دیا ہے، روح کو عفو و مغفرت کا مستحق بنا دیا ہے اور انسانوں کو اپنے فضل سے نوازا ہے۔ کیا ہم ان لوگوں میں شامل ہیں؟ اگر نہ ہوں تو وقت بہت کم ہے۔ دعا و مناجات اور (خدا کے حضور) گریہ وزاری کا بہترین موقع شبِ قدر کی تاریخیں ہیں جو آنے والی ہیں۔

رمضان المبارک

مجھے اس سال پہلی رمضان سے ہی شبہائے قدر کی فکر لگی ہوئی تھی کیونکہ پہلی رمضان میرے لئے ثابت نہیں ہوئی تھی۔ بدھ کو کیلینڈر کے لحاظ سے پہلی رمضان تھی لیکن منگل کی رات مجھے اطلاع نہیں ملی کہ چاند دیکھا گیا ہے اور رویت ہلال میرے لئے ثابت نہیں تھی۔ مجھے یہ فکر لگی ہوئی تھی کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس سال ہم ایرانیوں کو شب قدر کا پتہ نہ چل سکے۔ پہلی تاریخ سے ہی ہمارے دفتر میں لوگ اس تحقیق میں لگے ہوئے تھے کہ کوئی مل جائے جس نے منگل کی رات یا بدھ کی رات چاند دیکھا ہو۔ کل رات خداوند عالم نے یہ خوشی ہمیں عطا کی اور ثابت ہو گیا کہ بدھ کو پہلی رمضان تھی۔

بنابریں آج سترہ تاریخ اور آج رات شب اٹھارہ ہے اور کل رات شب انیس رمضان، پہلی شب قدر ہے۔ امید ہے کہ ایرانی قوم ان راتوں اور دنوں اور ان قیمتی گھڑیوں کی قدر کو سمجھے گی اور جہاں تک ممکن ہوگا ان گھڑیوں کی فضیلتوں سے بہرہ مند ہوگی۔

خطبہ اور دعا

آج میں اس تردد میں تھا کہ پہلے خطبے میں امیر المومنین علیہ السلام کے بارے میں گفتگو کروں یا دعا کے بارے میں۔ دیکھا کہ امیر المومنین علیہ السلام خود، دعا و مناجات، خشوع اور تقرب الٰہی کی راہ میں شہید ہوئے ہیں۔ امید ہے کہ ایرانی قوم ان ایام میں آپ کے بارے میں زیادہ سنے گی۔ دعا کے بارے میں مستقل بحث کی ضرورت ہے۔ مناسب ہوگا کہ اس طویل مدت میں ایک خطبہ دعا سے مخصوص کیا جائے۔لہٰذا میں نے آج کچھ باتیں دعا کے بارے میں عرض کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ دعا کے بارے میں تقریبا تمام اہم باتیں پہلے خطبے میں ہی عرض کروں گا۔

دعا کا مقصد

ایک بات یہ ہے کہ دعا میں تین چیزیں پائی جاتی ہیں۔ یہ تینوں چیزیں، دعا کے فوائد اور نتائج ہیں۔ کوئی دعا ایسی نہیں ہے جو ان تین چیزوں میں سے دو سے عاری ہو۔ چاہے معروف دعائیں ہوں جو آئمہ علیہم السلام سے منقول ہیں چاہے وہ دعائیں ہوں جو انسان خود اپنی ضرورت کے لئے خدا سے کرتا ہے۔ان میں دو چیزیں یقینا پائی جاتی ہیں۔

لیکن بعض دعاؤں میں ان دو چیزوں کے علاوہ ایک چیز اور پائی جاتی ہے جو بہت اہم ہے۔ان تین چیزوں میں سے ایک دعا کا عام مقصود ہے۔

"خداوند عالم سے چاہنا اور طلب کرنا"۔

ہم انسانوں کی ضروریات بہت زیادہ ہیں اور ہم سراپا احتیاج ہیں۔اپنے وجود پر غور کریں تو دیکھیں گے کہ سانس لینے سے لیکر کھانے پینے، راستہ چلنے، سننے، دیکھنے تک سبھی سے ہماری ضرورتوں کی عکاسی ہوتی ہے۔یعنی خداوند عالم نے کچھ وسیلے اور قوتیں، ہمیں عطا کی ہیں

کہ جن کے سہارے ہم زندگی گزارتے ہیں اور یہ سب ارادہ پروردگار کے تابع ہیں۔ ان وسیلوں اور قوتوں میں سے کسی میں بھی کمی آجائے تو انسان زندگی میں بنیادی مشکلات کا شکار ہو جاتا ہے۔

مثال کے طور پر اگر کوئی رگ کام کرنا چھوڑ دے تو ایک عضلے میں مشکل آجاتی ہے۔ اسی طرح وجود انسان سے باہر کے مسائل ہیں، روحانی اور سماجی مسائل ہیں۔

خدا کو پکاریں

انسان سرتا پا احتیاج ہے۔ مشکلات کو دور کرنے اور ضرورتوں کو رفع کرنے کے لئے کس کو پکاریں؟ خداوند عالم کو جو ہماری ضرورتوں سے واقف ہے۔

وَسۡـَٔلُوا اللّٰهَ مِنۡ فَضۡلِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَىۡءٍ عَلِيۡمًا ﴿۳۲﴾ [۱]

"تم خدا سے اس کے فضل (وکرم) کی خواہش کرو۔ خدا تو ہر چیز سے ضرور واقف ہے۔"

خدا جانتا ہے کہ آپ کیا چاہتے ہیں، آپ کو کس چیز کی ضرورت ہے، کیا طلب کر رہے ہیں اور کس چیز کا سوال کر رہے ہیں؟ خدا سے مانگیں۔ دوسری جگہ فرماتا ہے

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادۡعُوۡنِىۡۤ اَسۡتَجِبۡ لَـكُمۡ ؕ [۲]

"تمہارا پروردگار فرماتا ہے کہ تم مجھ سے دعائیں مانگو میں تمہاری (دعا) قبول کروں گا"۔

یعنی آپ کے پروردگار نے فرمایا ہے کہ "مجھے پکارو، میں تمہیں جواب دوں گا" البتہ اس جواب دینے کا مطلب حاجت پوری کرنا نہیں ہے۔ اللہ کہتا ہے "جواب دوں گا اور لبیک کہوں گا"۔

---

[۱] سورہ النساء ۴، آیت ۳۲۔

[۲] سورہ غافر ۴۰، آیت ۶۰۔

اَسۡتَجِبۡ لَکُمۡ ط

مگر یہ استجابت الہٰی بہت سے مواقع پر حاجت روائی اور اس چیز کی عطا کے ساتھ ہوتی ہے جو آپ نے طلب کیا ہے۔ یہ پہلی بات کہ انسان کی احتیاجات ہیں۔لہٰذا ان ضرورتوں کو دور کرنے کے لئے خدا کو پکارنا چاہیئے۔ خدا کے پاس جانا چاہیئے تا کہ دوسروں کے پاس جا کے گڑگڑانے سے بے نیاز ہو جائے۔

دعا کی اہمیت

چونکہ جمعہ، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ اطہار علیہم السلام کے کلام پر توجہ اور معرفت کا دن ہے، اس لئے چند مختصر احادیث پڑھوں گا۔

ایک حدیث میں آیا ہے کہ

"افضل العبادت الدعاء"

"بہترین عبادت دعا ہے"۔

ایک اور حدیث رسولؐ ہے کہ آنحضرتؐ نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ

"أَلَا أَدُلُّكُمْ عَلَى سِلَاحٍ يُنْجِيكُمْ مِنْ أَعْدَائِكُمْ وَيُدِرُّ أَرْزَاقَكُمْ"

"کیا تم چاہتے ہو کہ ایسے اسلحے کی نشاندہی کر دوں کہ جو دشمنوں سے تمہاری حفاظت بھی کرے تمہیں نجات بھی دلائے اور تمھاری روزی بھی بڑھائے؟"

قَالُوا بَلَى (يَا رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

کہا: ہاں؛ یا رسول اللہ،

قَالَ

فرمایا

تَدۡعُونَ رَبَّكُمۡ

خدا کو پکارو، خدا سے دعا کرو

بِاللَّيۡلِ وَالنَّهَارِ

شب و روز،

فَإِنَّ سِلَاحَ الۡمُؤۡمِنِ الدُّعَاءُ.[1]

مومن کا اسلحہ دعا ہے۔

یعنی دعا کے اسلحے سے حاجتوں کو بھی طلب کریں اور دعا کے ہی اسلحے سے دشمن، حوادث اور بلاؤں کا مقابلہ کریں۔

حضرت امام سجاد علیہ السلام سے ایک روایت ہے کہ آپ فرماتے ہیں کہ:

دعا سے وہ بلائیں بھی دور ہوتی ہیں جو نازل ہو چکی ہیں اور وہ بلائیں بھی ٹل جاتی ہیں جو ابھی نازل نہیں ہوئی ہیں"۔

یعنی اگر دعا نہ کریں تو وہ بلا نازل ہو جائے گی۔

بہت اہم مسئلہ ہے۔ خداوند عالم نے انسان کو ایسا وسیلہ دیا ہے کہ وہ اس کے ذریعے، کچھ خاص مواقع کو چھوڑ کر جن کی طرف میں اشارہ کروں گا، اپنی حاجتیں پوری کرسکتا ہے۔ وہ وسیلہ کیا ہے؟ خداوند عالم سے دعا کرنا۔

امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا کہ:

ثُمَّ جَعَلَ فِي يَدِكَ مَفَاتِيحَ خَزَائِنِهِ بِمَا أَذِنَ فِيهِ مِنۡ مَسۡأَلَتِهِ.

"خداوند عالم نے تمہیں اس بات کی اجازت دے کر کہ اس سے طلب کرو، اپنے تمام خزانوں کی کنجی تمہیں دے دی ہے"۔

بنابریں خداوند عالم کا یہ اذن کہ اس سے جو چاہو مانگو، تمام الٰہی خزانوں کی کنجی ہے۔

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ) / ج2 / 468 / باب أن الدعاء سلاح المؤمن ص:468

انسان اس کنجی سے اگر صحیح کام لے، خدا سے طلب کرے تو یقیناوہ انسان کوعطا کرے گا۔

فَمَتَى شِئْتَ اسْتَفْتَحْتَ بِالدُّعَاءِ أَبْوَابَ خَزَائِنِهِ.[1]

"جب چاہو دعا سے اس کے خزانوں کا دروازہ کھول لو"۔

دیکھئے یہ مسئلہ بہت اہم ہے۔ انسان اس اہم وسیلے سے خود کو محروم کیوں کرے؟

مستجاب الدعا

یہاں چند سوال ہیں۔ ایک یہ ہے کہ اگر دعا ایسی معجز نما تاثیر رکھتی ہے تو پھر ان دنیاوی وسائل، آلات، سائنس، صنعت وغیرہ کی کیا ضرورت ہے؟

جواب یہ ہے کہ دعا مادی آلات و وسائل کے مقابلے میں نہیں ہے۔ ایسا نہیں ہے کہ انسان مسافرت پر جانا چاہتا ہے تو موٹر، ریل گاڑی اور ہوائی جہاز سے سفر کرے یا دعا سے۔ اسی طرح یہ بھی نہیں ہے کہ انسان کوئی چیز حاصل کرنا چاہتا ہے تو پیسہ خرچ کرے اور اگر پیسہ نہ ہو تو دعا کا سہارا لے اور وہ چیز حاصل کرے۔

دعا کا مطلب یہ ہے کہ آپ خدا سے دعا کریں کہ وہ آپ کے لئے وسائل فراہم کرے۔ پھر مادی اسباب فراہم ہوں گے۔ دعا اس طرح مستجاب ہوتی ہے۔

جب آپ خدا سے کسی حاجت کے لئے دعا کرتے ہیں تو خداوند عالم دعا اس طرح مستجاب کرتا ہے کہ وہ مادی اور معمول کے اسباب و وسائل فراہم کر دیتا ہے کہ جس کے ذریعے وہ ضرورت پوری ہو۔

فرض کریں کوئی آپ کا قرضہ واپس نہیں کر رہا ہے۔ کبھی اس کے دل میں آجاتا ہے

---

[1] بحار الأنوار (ط - بیروت) / ج 74 / 204 / باب 8 وصیة أمیر المؤمنین إلی الحسن بن علی ع و إلی محمد بن الحنفیة ص:196

کہ آپ کا قرضہ واپس کردے۔ یہ ایک وسیلہ ہے۔کیا مشکل ہے کہ دعا یہ وسیلہ فراہم کردے؟ دنیا کے تمام وسائل اسی طرح ہیں۔ بنابریں ایسا نہ ہو کہ دعا کاہلی کا باعث ہوجائے۔ دعا اس بات کا موجب نہ ہو کہ کوئی علم و دانش اور مادی وسائل اور فطری اسباب سے ہاتھ کھینچ لے۔ دعا ان کے مقابلے میں نہیں ہے۔ بلکہ ان کے ساتھ ہے۔ دعا یہ اسباب فراہم کرتی ہے۔

معجزنما تاثیر

البتہ اکثر اس طرح ہے کہ بعض اوقات خداوند عالم معجزہ بھی دکھاتا ہے۔ وہ الگ بحث ہے۔ معجزہ استثنائی مواقع پر رونما ہوتا ہے اور غیر استثنائی مواقع پر دعا اسباب فراہم کرتی ہے۔ جب آپ خدا سے چاہتے ہیں کہ کوئی کام ہوجائے تو دعا کے ساتھ اپنی توانائی سے کام لیں۔

مثال کے طور پر اپنے اندر کاہلی کا احساس کرتے ہیں اور خدا سے دعا کرتے ہیں کہ کاہلی دور ہوجائے تو دعا کے ساتھ ہی ارادے اور ہمت سے بھی کام لیں۔ یعنی یہاں مادی اور فطری وسیلہ ہمت اور ارادہ ہے۔ کوئی یہ نہ سوچے کہ گھر میں بیٹھ جائیں، کوشش اور کام نہ کریں، ارادہ بھی نہ کریں صرف دعا میں مشغول رہیں، خدا ہماری حاجت پوری کردے گا۔ جی نہیں، یہ ممکن نہیں ہے۔ بنابریں دعا کام اور کوشش کے ساتھ ہے۔ بعض اوقات بہت کوشش کی جاتی ہے مگر کوئی نتیجہ حاصل نہیں ہوتا ہے۔ دعا کریں تو نتیجہ حاصل ہوگا۔

شرائط دعا

دوسری بات یہ ہے کہ کبھی انسان کتنی ہی دعائیں کرلے مستجاب نہیں ہوتی۔ وجہ کیا ہے؟ معصومین سے منقول روایات نے یہ مسئلہ ہمارے لئے حل کردیا ہے۔

مثلاً روایات میں آیا ہے کہ دعا کی شرائط پوری نہ ہوں تو دعا مستجاب نہیں ہوتی۔ آخر دعا کے لئے بھی شرائط ہیں۔ بزرگان دین نے فرمایا ہے کہ

"ناممکن کام خدا سے نہ طلب کریں"۔

ایک روایت میں آیا ہے کہ ایک بار نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک صحابی نے پیغمبرؐ کی موجودگی میں دعا کی اور کہا:

اَللّٰهُمَّ لَا تُحْوِجْنِي إِلَى أَحَدٍ مِنْ خَلْقِكَ

یعنی خدایا مجھے اپنی کسی مخلوق کا محتاج نہ بنا۔

فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ص يَا عَلِيُّ لَا تَقُولَنَّ هٰكَذَا

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اس طرح ہرگز نہ کہو۔

فَلَيْسَ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا وَهُوَ مُحْتَاجٌ إِلَى النَّاسِ

کیا یہ ممکن ہے کہ کوئی انسان کسی دوسرے کا محتاج نہ ہو؟

"یہ نہ کہو کہ خدایا مجھے کسی کا محتاج نہ بنا"

یہ خلاف فطرت ہے۔ یہ سنت الٰہی کے خلاف ہے۔ انسان کی فطرت میں اللہ نے جو قرار دیا ہے یہ اس کے خلاف ہے۔ کیوں کہتے ہو کہ خدایا مجھے کسی کا محتاج نہ بنا؟ یہ دعا قبول نہیں ہوگی۔

اس شخص نے کہا:

كَيْفَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، پھر کس طرح دعا کروں؟

فرمایا:

اَللّٰهُمَّ لَا تُحْوِجْنِي إِلَى شِرَارِ خَلْقِكَ.[1]

"کہو کہ خدایا مجھے اپنے برے بندوں کا محتاج نہ بنا۔"

مجھے برے لوگوں کا محتاج نہ بنا۔لئیم لوگوں کا محتاج نہ بنا۔ یہ صحیح ہے۔ یہ خدا سے طلب کرو۔ بنابریں اگر ہم نے خدا سے وہ چیز طلب کی جو ناممکن ہو، سنت الٰہی اور فطرت کے خلاف ہوتو پوری نہیں ہوگی۔

خلوصِ دل سے دعا

دعا کے مستجاب ہونے کی ایک شرط یہ ہے کہ دعا توجہ کے ساتھ کی جائے۔کبھی صرف زبان سے یہ جملے نکلتے ہیں:

"میرے خدا مجھے معاف کر دے، میرے خدا میرے رزق میں وسعت دے، میرے خدا میرا قرض ادا کر دے"

دس سال بھی اس طرح دعا کرتے رہیں، مستجاب نہیں ہوگی۔ اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔معصوم کے بقول دعا کے مستجاب ہونے کی ایک شرط یہ ہے:

وَاعْلَمُوا أَنَّ اللّٰهَ لَا يَقْبَلُ دُعَاءً مِنْ قَلْبٍ غَافِلٍ.[2]

"خداوند عالم غفلت میں مبتلا دل کی، اس دل کی جو متوجہ نہیں ہے کہ کیا طلب کر رہا ہے یا کس سے گفتگو کر رہا ہے، دعا قبول نہیں کرتا"۔

ظاہر ہے کہ اس انداز کی دعا قبول نہیں ہوگی۔ گڑگڑائیں، سنجیدگی سے مانگیں۔ خدا

---

[1] بحارالأنوار (ط-بیروت) / ج90 / 325 / باب 18 المنع عن سؤال مالا یحل و مالا یکون ومنع الدعاء علی الظالم وسائر مالا ینبغی من الدعاء..... ص:324

[2] بحارالأنوار (ط-بیروت) / ج74 / 173 / باب 7 ما جمع من مفردات کلمات الرسول ص و جوامع کلمه ص:137

سے التماس اور اصرار کے ساتھ مانگیں۔ اس صورت میں یقینا دعائیں مستجاب ہوں گی۔

دعا کے سلسلے میں ایک بات یہ بھی ہے کہ کسی بھی حاجت کو اتنا بڑا نہ سمجھیں کہ آپ کے ذہن میں یہ تصور پیدا ہو جائے کہ

"یہ حاجت خدا سے نہیں طلب کی جا سکتی اس لئے کہ بہت بڑی ہے"

نہیں، اگر حاجت فطرت اور خلقت کے اصولوں کے خلاف نہ ہو، محال نہ ہو تو جتنی بڑی بھی ہو، کوئی مسئلہ نہیں ہے، خدا سے مانگی جا سکتی ہے۔

آپ رمضان میں ہر روز، معصوم سے منقول ہونے کی بناء پر یہ کہتے کہ

اَللّٰهُمَّ أَدْخِلْ عَلَى أَهْلِ الْقُبُورِ السُّرُورَ اَللّٰهُمَّ أَغْنِ كُلَّ فَقِير

خدا سے چاہتے ہیں کہ تمام غریبوں کو غنی کر دے۔ صرف ایران کے غریبوں کو نہیں بلکہ

أَغْنِ كُلَّ فَقِير

یعنی تمام غریب مسلمان امیر ہو جائیں، یہ بہت اہم ہے۔

(میں خطبے کے دوسرے حصے میں ان شاء اللہ اس موضوع کی طرف آؤں گا) یہ بڑی حاجت اور خواہش ہے۔ جب آپ کہتے ہیں:

"خداوندا، تمام غریبوں کو امیر بنا دے"

اچھا ہے، خدا سے طلب کرتے ہیں۔ کیوں نہیں طلب کیا جا سکتا؟ اگر غنی ہونے کی راہ سے رکاوٹیں دور ہو جائیں تو کیوں نہیں ہو سکتا؟ معاشرے میں غربت کوئی فطری امر نہیں ہے۔ انسانی معاشرے میں غربت مسلط کردہ امر ہے۔ دنیا کی ظالم، ستمگر اور کثرت طلب طاقتیں افراد اور معاشرے پر مسلط کرتی ہیں۔ اگر یہ طاقتیں ختم ہو جائیں، تو دعائے

اَللّٰهُمَّ أَغْنِ كُلَّ فَقِير

مستجاب کیوں نہیں ہوگی؟ یہ حاجت پوری ہو سکتی ہے۔

خدا سے مانگنے سے نہ ہچکچائیں

اس دعا میں آگے چل کر کہتے ہیں

اَللّٰهُمَّ أَشْبِعْ كُلَّ جَائِعٍ اَللّٰهُمَّ اكْسُ كُلَّ عُرْيَان [۱]

انسان اتنی بڑی حاجت خدا سے طلب کرتا ہے۔ روز جمعہ وقت سحر اس دعا کا پڑھنا مستحب ہے، مختصر مگر بہت اچھی دعا ہے، اگر توفیق ہو تو اس دعا کو ضرور پڑھیں، پہلے خداوند عالم سے کچھ درخواستیں کی جاتی ہیں پھر یہ عبارت آتی ہے کہ

إِلَهِي طُمُوحُ الْآمَالِ قَدْ خَابَتْ إِلَّا لَدَيْكَ وَ مَعَاكِفُ الْهِمَمِ قَدْ تَعَطَّلَتْ إِلَّا عَلَيْكَ. [۲]

میرے خدا، بڑی اور سرکش آرزوئیں اور عظیم خواہشات، ناامیدیوں میں بدل جاتی ہیں الا یہ کہ تجھ سے طلب کی جائیں۔ ہماری حاجتوں کے کارواں (بیچ میں ہی) رک جاتے ہیں الا یہ کہ تیری طرف آئیں۔

خدا کو انسان کی بڑی حاجت سے کوئی باک نہیں ہے۔ خدا سے جتنی بڑی حاجت چاہیں طلب کریں۔ یہ نہیں ہونا چاہئے کہ انسان خود سے کہے کہ میں خدا سے یہ چیز اگر اپنے لئے طلب کروں تو ہوسکتا ہے۔ لیکن اگر سب کے لئے عافیت طلب کروں تو یہ بہت بڑی ہے۔ خدا سے یہ دعا کیسے مانگ سکتے ہیں؟ نہیں، مانگیں، پوری نوع بشر کے لئے مانگیں۔ تمام انسانوں کے لئے مانگیں۔ بعض چیزیں ایسی ہیں جو تمام مسلمین کے لئے مانگنی چاہئے۔

اسی دعا میں، یہ عبارت کہ

---

[۱] مفاتیح الجنان: ماہ رمضان المبارک میں ہر نماز کے بعد مانگی جانے والی دعا

[۲] مصباح المتہجد وسلاح المتعبد / ج 1 / 156 / ماینبغی اَن یفعلہ من غفل عن صلاۃ اللیل..... ص:138

اَللّٰھُمَّ أَصْلِحْ كُلَّ فَاسِدٍ مِنْ أُمُوْرِ الْمُسْلِمِیْن [۱]

مسلمانوں کے لئے ہے۔مخصوص دعا ہے جو اہل اسلام کے لئے ہے۔ البتہ اس کی بھی وجہ ہے کہ کیوں؟ شاید غیر اہل اسلام کے لئے ممکن نہ ہو۔شاید حاکمیت اسلام کے بغیر ممکن نہ ہو کہ خداوند عالم تمام برائیوں کو برطرف کر دے۔ ہو نہیں سکتا۔اس کی شرط اسلام ہے یہ ایک مسئلہ۔

اس کے ساتھ ہی چھوٹی حاجت طلب کرنے میں بھی نہ ہچکچائیں۔ چھوٹی چھوٹی حاجتیں بھی خدا سے طلب کریں۔

روایت میں ہے کہ حتی جوتے کا فیتا بھی جو بہت معمولی چیز ہے، خدا سے طلب کریں۔روایت میں ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا:

لَا تُحَقِّرُوا صَغِيراً مِنْ حَوَائِجِكُمْ فَإِنَّ أَحَبَّ الْمُؤْمِنِينَ إِلَى اللّٰهِ تَعَالَى أَسْأَلُهُمْ. [۲]

"چھوٹی حاجتوں کو حقیر نہ سمجھیں اور خدا سے طلب کریں۔"

انسان کو جوتے کے فیتے کی ضرورت ہے۔ دوکان پر جاتا ہے اور خرید لیتا ہے۔اس کے لئے بھی دعا کی ضرورت ہے؟ جی ہاں، جیسے ہی احساس ہو کہ آپ کو جوتے کے فیتے یا کسی اور چھوٹی چیز کی ضرورت ہے، دل کو خدا کی طرف متوجہ کریں اور کہیں:

"میرے پروردگار اس کو بھی مجھ تک پہنچا دے"۔

کس طرح پہنچائے گا۔ اس طرح کہ ہم پیسہ جیب میں رکھیں، سڑک تک جائیں، دوکان سے خریدیں اور پھر استعمال کریں۔

بہرحال خدا سے طلب کریں۔ اگرچہ دوکان تک گئے، پیسے دیئے، جوتے کا فیتا

---

[۱] مفاتیح الجنان: ماہ رمضان المبارک میں ہر نماز کے بعد مانگی جانے والی دعا

[۲] مکارم الأخلاق/ 317 / فی البکاء..... ص:315

خریدا، مگر خدا نے آپ کو دیا۔ خدا کے علاوہ کسی اور طریقے سے بندے کو کچھ مل نہیں سکتا۔ جو بھی ہم تک پہنچتا ہے خدا ہمیں دیتا ہے۔

خدا جو چیز ہمیں دیتا ہے، ہم کو چاہئے کہ پہلے اس کو طلب کریں۔

کیوں طلب کریں؟

یہ جو کہا جاتا ہے کہ چھوٹی حاجتیں بھی خدا سے طلب کریں اس کی وجہ یہ ہے کہ اپنی ضروریات، عاجزی، حقارت، تہی دستی پر توجہ دیں اور دیکھیں کہ ہم کتنے تہی دست ہیں۔ اگر خداوند عالم مدد نہ کرے، ممکن نہ بنائے، قوت نہ دے، فکر نہ دے، خلاقیت نہ دے، اسباب فراہم نہ کرے تو جوتے کا فیتا بھی ہم کو نہیں ملے گا۔ آپ جوتے کا فیتا خریدنے کے لئے گھر سے نکلے، راستے میں جیب کٹ گئی، یا آپ کا پیسہ گم ہو گیا، یا دوکان بند تھی، یا راستے میں کوئی بڑا حادثہ پیش آ گیا اور آپ واپسی پر مجبور ہو گئے۔ جوتے کا فیتا نہ ملا۔ بنابریں ہر چیز خدا سے طلب کریں۔ یہاں تک کہ جوتے کا فیتا بھی خدا سے طلب کریں۔

معمولی تریں چیز، ایک وقت کا کھانا بھی خدا سے طلب کریں۔ یہ ہمارے سینے میں "میں" کی جو جھوٹی شان ہے اس کو ختم ہو جانے دیں۔ ہم سوچتے ہیں کہ تمام قوتوں کا مرکز ہم ہیں۔ یہ "میں" انسان کو تباہ کر دیتا ہے۔ بہر حال یہ دعا کی بات ہے کہ انسان اپنی حاجتیں دعا کے ذریعے طلب کرے۔

ائمہ علیہم السّلام کی تعلیم کردہ دعائیں

اب ایک نظر اپنی حاجتوں پر ڈالیں۔ مسلمانوں کی حاجتوں، اپنے ملک کی ضرورتوں، اپنے مومن بھائیوں کی حاجتوں، بیماروں، بیماروں کی دیکھ بھال کرنے والوں، معذوروں، غمزدہ لوگوں، غمگین دلوں اور بے چین نگاہوں کی حاجتوں، اپنے اطراف میں، اپنی

چھت کے نیچے، اپنے ملک میں، دنیائے اسلام میں، کرہ ارض پر، ہر جگہ کی ضرورتوں کو، ان قدر کی راتوں میں، خداوند عالم سے طلب کریں۔ البتہ بعد کی گفتگو میں اس سلسلے میں بھی تفصیل سے بیان کروں گا۔

دوسری چیز جو دعا میں پائی جاتی ہے، معارف ہیں۔ یہ ان دعاؤں سے مخصوص ہیں جو معصوم سے ہم تک پہنچی ہیں۔ امام سجاد علیہ السلام نے "صحیفہ سجادیہ" کو دعا کی شکل میں مرتب فرمایا ہے۔ آپ نے اصل میں دعائیں پڑھی ہیں مگر یہ کتاب الٰہی اور اسلامی معارف سے پر ہے۔ توحید خالص صحیفہ سجادیہ میں ہے۔ نبوت اور نبی اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عشق صحیفہ سجادیہ میں ہے۔ دیگر مشہور دعاؤں کی طرح خلقت کی معرفت اس کتاب میں ہے۔

یہ دعائے ابوحمزہ ثمالی، جو سحر کے لئے مخصوص ہے، کوشش کریں کہ اس کو پڑھیں اور اس کے معنی و مفہوم پر توجہ دیں۔

دعائے کمیل جو شب جمعہ میں پڑھی جاتی ہے۔ ان دعاؤں میں سے ہیں جو معارف اسلامی سے مملو ہیں۔ ان میں حقائق دعا کی زبان میں بیان کئے گئے ہیں۔

یہ نہیں ہے کہ آپ، امام سجاد علیہ السلام - دعا کرنا نہیں چاہتے تھے اور دعا کی آڑ لی ہے۔ نہیں آپ دعا کرتے تھے۔ مناجات کرتے تھے۔ خدا سے گفتگو کرتے تھے۔ لیکن جس انسان کا قلب خدا اور الٰہی معارف سے آشنا ہے، اس کی گفتگو اسی طرح کی ہوتی ہے۔ اس سے حکمت کے سمندر جاری ہوتے ہیں اور اس کی دعائیں عین حکمت ہوتی ہیں۔

جو دعائیں ہم پڑھتے ہیں، حکمت سے بھری ہوئی ہیں۔ آئمہ علیہم السلام سے منسوب دعائیں جو ہم تک پہنچی ہیں، معرفت کے ایسے نکات ان میں موجود ہیں کہ جن کی انسان کو ضرورت ہے۔ آپ، دعاؤں میں یہ نکات بیان کرکے، ہمیں سکھاتے ہیں کہ ہمیں خدا سے کیا طلب کرنا چاہئے۔

دعائے ابوحمزہ ثمالی کے چند جملے آپ کے لئے پڑھوں گا۔ یہ طولانی دعا عجیب

مناجات کی کیفیت رکھتی ہے جس کو تیسرے حصے میں بیان کروں گا۔ اس مناجات میں انسان کی حقیقی ضرورت پنہاں ہے۔ انسان کی حقیقی ضرورتیں آپ نے خدا سے طلب کی ہیں۔

خوشگوار زندگی

مثلاً ایک جگہ خدا سے عرض کرتے ہیں کہ

أَرْغِدْ عَيْشِي

"میری زندگی کو گوارا بنادے"

زندگی کا خوشگوارا ہونا، نہ پیسے سے ہے، نہ اقتدار سے اور نہ ہی زور و زر سے ہے۔ کیونکہ ان تمام چیزوں کے باوجود ممکن ہے کہ کسی کی زندگی خوشگوارا نہ ہو۔ اس کو ایسی پریشانی لاحق ہو کہ زندگی خوشگوارا نہ ہو۔ خاندانی مسائل ہوں کہ جن کی بناء پر زندگی اس کے لئے خوشگوارا نہ ہو۔ اولاد کو کوئی پریشانی ہو۔ نعوذ باللہ، اس کی کسی اولاد میں بری عادتیں ہوں تو زندگی خوشگوارا نہیں ہوگی۔ کوئی بری خبر انسان کو ملتی ہے اور زندگی اس کے لئے تلخ ہو جاتی ہے۔ اس کے پاس پیسہ بھی ہے، اقتدار بھی ہے، وسائل بھی ہیں، سب کچھ ہے مگر زندگی خوشگوارا نہیں ہے۔ ممکن ہے کہ کوئی غریب انسان جس کی زندگی بہت معمولی ہو، ایک معمولی سے کمرے میں اپنی بیوی بچوں کے ساتھ رہتا ہو اور نہایت تنگدست ہو مگر زندگی اس کے لئے نہایت خوشگوارا ہو، اس فرد سے زیادہ گوارا ہو جس کے پاس سب کچھ ہے۔

دیکھئے امام سجاد علیہ السلام کس طرح اصلی نقطے پر توجہ فرماتے ہیں کہ کہتے ہیں:

أَرْغِدْ عَيْشِي وَ أَظْهِرْ مُرُوَّتِي

میری زندگی کو خوشگوارا اور سخاوت کو آشکارا کردے۔ بظاہر دوسرے جملے کا مطلب یہ ہے کہ:

"ایسے حالات پیدا ہوں کہ جس میں میں اپنی سخاوت ظاہر کروں، نہ یہ کہ لوگ

دیکھیں کہ میں سخی ہوں۔"

نہیں بلکہ اس لئے کہ اگر سخاوت کو ظاہر کرنا چاہیں تو سخاوت کریں۔ انسان کے اندر سخاوت کا ہونا ہی کافی نہیں ہے بلکہ انسان کو سخاوت پر عمل بھی کرنا چاہئے، لوگوں کے ساتھ سخاوت کرنا چاہئے۔ یہ ہوگا

أَظْهِرْ مُرُوَّتِي

اصلاح کے لیے دعا

آگے چل کے فرماتے ہیں

أَصْلِحْ جَمِيعَ أَحْوَالِي

"میرے تمام کاموں اور احوال کی اصلاح فرما۔"

میری دعا کی حالت کی اصلاح کر، میری اور میرے خاندان کی معمول کی زندگی کی حالت کی اصلاح کر، میرے کام کی حالت کی اصلاح کر، میری تمام خصوصیات کی اصلاح کر۔ ہر امر کی اصلاح بذات خود ایک مکمل اور جامع دعا ہے، فرماتے ہیں:

وَ اجْعَلْنِي مِمَّنْ أَطَلْتَ عُمُرَهُ وَ حَسَّنْتَ عَمَلَهُ وَ أَتْمَمْتَ عَلَيْهِ نِعْمَتَكَ وَ رَضِيتَ عَنْهُ وَ أَحْيَيْتَهُ حَيَاةً طَيِّبَة.[1]

"مجھے ان لوگوں میں قرار دے، جنہیں تو نے، نیک عمل، کامل الٰہی نعمت، رضائے پروردگار اور پاکیزہ زندگی کے ساتھ طولانی عمر عطا کی ہے"۔

کیا اس سے بہتر کوئی چیز ہو سکتی ہے؟

[1] مصباح المتہجد وسلاح المتعبد / ج 2 / 594 / دعاء السحر فی شہر رمضان..... ص:582

کیا دعا مانگیں؟

معصومین علیہم السلام بتاتے ہیں کہ خدا سے کیا مانگیں۔ جو چیزیں خدا سے مانگنی چاہیئے، وہ وہی ہیں جو یہ ہستیاں دعاؤں میں بیان کرتی ہیں۔ بعض لوگ دنیا میں کثرت طلبی کی زندگی چاہتے ہیں۔ کہتے ہیں

"یہ معاملہ ٹھیک ہو جائے، اس سفر کا انتظام ہو جائے، فلاں کام مجھے مل جائے، وغیرہ وغیرہ"۔

انسان اصلی چیزیں خدا سے کیوں نہ مانگے؟ ہمارے پیشوایان دین ہمیں بتاتے ہیں کہ

"اس طرح دعا کرو اور یہ چیزیں خدا سے مانگو"۔

البتہ جو دعائیں معصومین علیہم السلام نے ہمیں سکھائی ہیں، وہ الگ ایک طویل بحث کی متقاضی ہیں۔

دعا کے معنوی وفکری پہلو

دوسرا نکتہ یہ ہے کہ یہ ہستیاں مذکورہ دعاؤں میں وہ معنوی پہلو بھی ہمیں بتاتی ہیں جن کو زک پہنچ سکتی ہے اور خبردار کرتی ہیں کہ ممکن ہے کہ اس نقطے سے تمہیں زک اور نقصان پہنچ جائے۔ اسی دعائے ابوحمزہ ثمالی میں فرماتے ہیں:

اَللّٰهُمَّ خُصَّنِي مِنْكَ بِخَاصَّةِ ذِكْرِكَ وَلَا تَجْعَلْ شَيْئاً مِمَّا أَتَقَرَّبُ بِهِ فِي آنَاءِ اللَّيْلِ وَأَطْرَافِ النَّهَارِ رِيَاءً وَلَا سُمْعَةً وَلَا أَشَراً وَلَا بَطَراً [1]

---

[1] مصباح المتہجد وسلاح المتعبد/ ج2/ 595/ دعاء السحر فی شہر رمضان..... ص:582

خدایا! ایسا کر کہ جو کام میں نے کیا ہے وہ ریاکاری اور دکھاوے کے لئے نہ ہو۔
اس لئے نہ ہو کہ لوگ اس کا چرچا کریں اور ایک دوسرے سے کہیں کہ معلوم ہے
اس نے کتنا اچھا کام کیا ہے اور کیا اچھی عبادتیں کی ہیں؟! ناز اور غرور کے ساتھ نہ
ہو۔

بعض اوقات انسان ناز اور غرور کے ساتھ کام کرتا ہے، خود پر فخر کرتا اور کہتا ہے

"ہاں ہم تھے جس نے یہ کام کیا ہے"

یہ نہ ہو، یہ وہ نقاط ہیں جن سے نقصان اور زک پہنچ سکتی ہے۔ انسان بہت اچھا کام کرتا ہے، لیکن معمولی سی ریاکاری سے ان کاموں کو "هَبَآءً مَّنْثُوْرًا"[۱] بنا دیتا ہے۔ دور پھینک دیتا ہے، ہوا میں اڑا دیتا ہے۔

معصومین علیہم السلام ہمیں متوجہ کرتے ہیں اور فرماتے ہیں:

"خیال رکھو ایسا نہ ہو"۔

وَ اجْعَلْنِی لَکَ مِنَ الْخَاشِعِینَ.[۲]

معرفت آمیز کلمات کے ساتھ دعا

بنابریں دوسرا نکتہ یہ کہ ان دعاؤں میں کافی معرفتیں پائی جاتی ہیں۔ مثلا دعائے کمیل کے ابتدائی جملوں میں ہم پڑھتے ہیں

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیَ الذُّنُوبَ الَّتِی تَھْتِکُ الْعِصَمَ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیَ الذُّنُوبَ

---

[۱] سورۂ فرقان: ۲۳

[۲] مصباح المتہجد وسلاح المتعبد/ ج1 / 100 /فصل فی سیاقة الصلوات ال إحدی والخمسین رکعة فی الیوم و اللیلة ص:30

الَّتِي تُنْزِلُ النِّقَمَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيَ الذُّنُوبَ الَّتِي تُغَيِّرُ النِّعَمِ.

"بعض گناہ ایسے ہیں جو حجاب ختم کر دیتے ہیں۔ بعض گناہ ایسے ہیں جو نزول بلا کا باعث ہوتے ہیں۔ بعض گناہ ایسے ہوتے ہیں جو انسان سے نعمتیں لے لیتے ہیں"۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيَ الذُّنُوبَ الَّتِي تَحْبِسُ الدُّعَاءِ۔[1]

"بعض گناہ ایسے ہوتے ہیں جو دعا کو محبوس کر دیتے ہیں"۔

لذت دعا سلب ہو جانا

خدا کی پناہ ممکن ہے کہ انسان سے کوئی ایسا گناہ سرزد ہو جائے کہ کتنی ہی دعا کریں بے اثر اور بے فائدہ ہو۔ دعاؤں کا بے اثر ہونا کیسے سمجھا جائے؟ اس طرح کہ دعا کی کیفیت انسان سے سلب ہو جائے۔

اس سلسلے میں ایک بزرگ سے ایک عبارت نقل کی گئی ہے۔ پتہ نہیں معصوم سے روایت ہے یا غیر معصوم کی عبارت ہے۔ مگر عبارت حکمت آمیز ہے۔ کہتے ہیں:

انا من ان اسلب الدعا اخوف من ان اسلب الاجابة

"میں اجابت دعا سلب ہونے سے زیادہ خود دعا کے سلب ہونے سے ڈرتا ہوں"۔

بعض اوقات انسان سے دعا کی کیفیت سلب ہو جاتی ہے۔ یہ بری علامت ہے۔ اگر یہ دیکھیں کہ دعا کے وقت، گریہ، توجہ، تقرب، نشاط اور دعا کا حوصلہ نہیں ہے تو یہ اچھی علامت نہیں ہے۔ البتہ یہ حالت ٹھیک ہو سکتی ہے۔ انسان توجہ، التماس اور طلب کے ذریعے، خدا سے دعا کی حالت اور کیفیت حاصل کر سکتا ہے۔ بنابریں ہم نے دیکھا کہ دعائے کمیل میں بھی معارف ہیں یہ دوسرا نکتہ

---

[1] مصباح المتہجد وسلاح المتعبد/ ج2 / 844 / دعاء آخر وھو دعاء الخضر ع..... ص:844

ہے۔

دعا خضوع وخشوع کے ساتھ

دعا میں پایا جانے والا تیسرا اور آخری نکتہ، جو دعا کا اصل مفہوم ہے۔ وہ دو نکات بھی جو بیان کئے گئے، اس آخری نکتے سے چھوٹے ہیں۔ وہ کیا ہے؟ پروردگار کے خضوع وخشوع، دعا کی اصل یہ ہے۔

یہ جو آپ دیکھتے ہیں کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا

اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ[1]

"مغز عبادت دعا ہے"۔

یہ اس لئے ہے کہ دعا میں ایسی کیفیت پیدا ہوتی ہے کہ جس کو پروردگار سے مطلق وابستگی اور اس کے خصوع وخشوع سے تعبیر کرتے ہیں۔ عبادت کی جان یہی ہے۔ اسی بنا پر اس آیہ شریفہ کے بعد کہ

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ ۚ[2]

"اور تمہارا پروردگار فرماتا ہے کہ تم مجھ سے دعائیں مانگو میں تمہاری (دعا) قبول کروں گا۔"

پھر اللہ تعالی فرماتا ہے کہ

إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ ﴿٦٠﴾[3]

---

[1] وسائل الشیعۃ/ ج7 / 27 / 2-باب استحباب الإکثار من الدعاء..... ص:25

[2] سورہ غافر ۴۰، آیت ۶۰۔

[3] سورہ غافر ۴۰، آیت ۶۰۔

”اور جولوگ میری (اس) عبادت سے تکبر کرتے ہیں وہ عنقریب ذلیل وخوار ہوکر جہنم میں داخل ہوں گے۔“

اصل دعا عاجزی وخاکساری

اصل دعا یہ ہے کہ انسان خدا کے سامنے خود کو جھوٹی انسانی انانیت سے دور کر لے۔ اصل دعا خدا کے سامنے خاکساری ہے۔

میرے عزیزوں جہاں بھی آپ نگاہ دوڑائیں، اپنے ماحول میں، ملک میں، یا پوری دنیا میں، کسی میں برائیاں اور فتنہ وفساد دیکھیں، اگر غور کریں تو معلوم ہوگا کہ اس برائی اور فتنہ و فساد کی جڑ انانیت، استکبار، تکبر اور غرور ہے۔ دعا گوء کو چاہئے کہ یہ چیز ختم کر دے۔

میں اس سلسلے میں قرآن کے نقطہ نگاہ سے بحث کرنا چاہتا تھا مگر فی الحال وقت نہیں ہے۔ قرآن کی ایک بحث حضرت موسی علیہ السلام کے ماجرے سے تعلق رکھتی ہے۔ یہ تاریخ کے عجیب وغریب اور عبرتناک واقعات میں سے ہے۔ اس واقعے کے بارے میں جتنا بھی کہیں کم ہے۔ واقعی قرآن کریم، موسی علیہ السلام کے تعلق سے واقعات کا خزانہ ہے۔ اس عجیب وغریب واقعے کا نمایاں پہلو، حضرت موسی علیہ السلام کے ان ساتھیوں کا خراب اور فاسد ہو جانا ہے جنہوں نے آپ کا ساتھ چھوڑ دیا۔ میں اس کو بیان کروں گا تا کہ جو لوگ قرآن کی آیات پر غور وفکر کرنے والے ہیں، وہ اس پر غور کریں۔

قرآن میں اس طرح کے متعدد واقعات ہیں۔ ان میں سے ایک سامری کا واقعہ ہے۔ ایک کا تعلق قارون سے ہے اور ایک ان لوگوں کے بارے میں ہے جنہوں نے سرزمین مقدس میں داخل ہونے سے انکار کر دیا تھا۔ یہ رجعت پسندی اور مرتد ہونے کے مصادیق ہیں۔ میں نے ایک دو مہینے قبل، رجعت اور مرتد ہونے کے بارے میں گفتگو کی ہے۔

مثال کے طور پر قارون ملعون، مبغوض اور خبیث اتنا برا آدمی تھا کہ قرآن کریم کے ایک حصے میں اس کا بیان ہے۔ قارون کا مسئلہ یہ ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اس سے فرماتے ہیں

"جو دولت تو نے حاصل کی ہے، زینت ہے"۔

اور اس کو نصیحت کرتے ہیں تو وہ آپؑ کے جواب میں کہتا ہے کہ

اِنَّمَآ اُوْتِيْتُهٗ عَلٰى عِلْمٍ ؕ [۱]

"یہ تو مجھے اپنے علم و ہنر کی بنا پر دی گئی ہے"۔

میں باخبر، عالم اور توانا تھا، میرے پاس ذہانت اور ہوشیاری تھی، سیاست جانتا تھا، محنت کی اور ان راستوں سے یہ دولت جمع کی، کسی سے تعلق نہیں ہے۔ وہ نہیں جانتا تھا کہ دولت خدا نے دی ہے۔ جس طرح انسان کو حیات خدا دیتا ہے۔ انسان کو دین خدا دیتا ہے اور سب کچھ خدا کا ہے۔ اے نادان انسان سرکشی کیوں کرتا ہے؟ غلطی کیوں کرتا ہے اور کہتا ہے کہ

"یہ دولت میں نے جمع کی ہے؟"

(میں) کون ہے؟ خداوند عالم ان فداکار مجاہدین کے بارے میں جو میدان جنگ میں گئے اور دشمن کے تیروں کے مقابلے میں اپنے سینے کو سپر کر دیا۔ جنگ کی، دشمن کی ناک زمین پر رگڑ دی اور سرانجام اس کو شکست دی، ان کے بارے میں کہتا ہے

وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى ۚ [۲]

"وہ سنگریزے تو نے نہیں پھینکے جبکہ تو نے پھینکے بلکہ خدا نے پھینکے"۔

یعنی یہ تیر جس کو تم نے چلانا سیکھا، پھر نشانہ لیا، توجہ کی اور مارا، تیر جا کے نشانے پر لگا تو یہ تمہارا کام نہیں تھا۔ تم نے یہ تیر نشانے پر نہیں مارا، بلکہ خدا نے مارا ہے۔ ہماری طاقت بھی خدا کی

---

[۱] سورہ الزمر ۳۹، آیت ۴۹۔

[۲] سورہ الانفال ۸، آیت ۱۷۔

ہے۔ ہمارا ارادہ بھی خدا کا ہے۔ ہماری دقت نظر بھی خدا کی ہے۔ ہمارے پاس جو بھی ہے سب خدا کا ہے اور پھر ہم اس مدبر مالک کی قدرت کے سامنے، جس کے قبضہ قدرت میں ہمارا سب کچھ ہے، گردن اٹھائیں اور کہیں "میں" یہ وہی انسانی برائیوں کا نقطہ ہے۔ یہ جہاں بھی ہو برا ہے اور برائی کا باعث ہوتا ہے۔

کسی کثیر القومی کمپنی کا صیہونی سربراہ اگر کہے "میں" اور خیال کرے، دنیا کی سیاست وہ چلا رہا ہے، یا جنگ کی آگ بھڑکانے والا ہٹلر، یا امریکا کا کوئی سرکش صدر، یا دنیا کے کسی خطے کا کوئی لٹیرا، یا کوئی ایسا شخص جو دین کے لباس میں نفس پرستی کی دعوت دیتا ہو، یا میں اور آپ جن کا شمار ان میں سے کسی میں نہ ہو مگر زندگی میں خود کو ہر چیز پر ترجیح دیں اپنے آپ کو بڑا کہیں، اپنی بڑائی کریں، یہ سب برائیوں کا سرچشمہ ہے۔

البتہ انسان جتنا بڑا ہوگا، اس کی طاقت جتنی زیادہ ہوگی، اس کی انانیت اور برائیاں اتنی ہی زیادہ ہوں گی۔ لیکن اگر چھوٹا ہے تو اس کی انانیت صرف اسی کو نقصان پہنچاتی ہے اور دوسروں کے لئے اس کی برائی کم ہوتی۔

اثر و خاصیت دعا

دعا کی خاصیت یہ ہے کہ نفسانیت کو ختم کر دیتی ہے۔ اسی لئے کہتے ہیں کہ حتی چھوٹی چیزیں بھی خدا سے مانگو تاکہ یہ سمجھو کہ تم حقیر ہو۔ جان لو کہ بعض اوقات، ایک مچھر یا مکھی انسان کا ناطقہ بند کر دیتی ہے۔ اس کی آسائش سلب کر لیتی ہے۔

وَإِنْ يَسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْئًا لَا يَسْتَنْقِذُوهُ مِنْهُ ۚ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوبُ ﴿٧٣﴾ [1]

[1] سورہ الحج ۲۲، آیت ۷۳۔

"اور اگر ایک مکھی ان سے کوئی چیز چھین کرلے جائے تو وہ اسے اس (مکھی) سے چھڑا نہیں سکتے۔ طالب و مطلوب دونوں ہی کمزور و ناتواں ہیں۔"

دعا خدا کے سامنے گڑگڑانے کے لئے ہے۔ خدا کے سامنے اپنی حاجت بیان کرنے کے لئے ہے۔ خاکساری کے لئے ہے۔ جھوٹی شان اور استکبار کے خول سے باہر نکلنے کے لئے ہے۔ خداوند عالم بعض اوقات ہمارے اور آپ کے لئے مشکلات پیدا کرتا ہے تا کہ ہمیں اپنے سامنے گڑگڑانے اور خضوع و خشوع پر مجبور کرے۔ جیسا کہ وہ قرآن کریم میں فرماتا ہے

وَلَقَدۡ اَرۡسَلۡنَاۤ اِلٰۤی اُمَمٍ مِّنۡ قَبۡلِكَ فَاَخَذۡنٰهُمۡ بِالۡبَاۡسَآءِ وَالضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمۡ يَتَضَرَّعُوۡنَ۝۴۲ فَلَوۡلَاۤ اِذۡ جَآءَهُمۡ بَاۡسُنَا تَضَرَّعُوۡا وَلٰكِنۡ قَسَتۡ قُلُوۡبُهُمۡ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيۡطٰنُ مَا كَانُوۡا يَعۡمَلُوۡنَ۝۴۳ [1]

اور (اے رسولؐ) جو امتیں تم سے پہلے گزر چکی ہیں ہم ان کے پاس بھی بہتیرے رسولؐ بھیج چکے ہیں پھر (جب نافرمانی کی تو) ہم نے ان کو سختی اور تکلیف میں گرفتار کیا تا کہ وہ لوگ (ہماری بارگاہ میں) گڑگڑائیں۔تو جب ان (کے سر) پر ہمارا عذاب آ کھڑا ہوا تو وہ لوگ کیوں نہیں گڑگڑائے (کہ ہم عذاب دفع کر دیتے) مگر ان کے دل تو سخت ہو گئے تھے اور ان کی کارستانیوں کو شیطان نے آراستہ کر دکھایا تھا (پھر کیوں کر گڑگڑاتے)۔

یعنی یہ گڑگڑانا اور خضوع و خشوع خدا کے لئے نہیں بلکہ خود ہمارے لئے ہے۔ خدا کو ہمارے اور آپ کے خضوع و خشوع کی ضرورت نہیں ہے۔

"تیشہ زان بر ہر رگو بندم زنند تا کہ با مہر تو پیوندم زنند"

"حالت خضوع یہ ہے کہ دل کو عشق خدا سے مملو کر دیتی ہے۔ انسان کو خدا کی

---

[1] سورہ الانعام ۶، آیات ۴۲ و ۴۳۔

معرفت عطا کرتی ہے۔ انسان کو خود پسندی سے جو برائیوں کی جڑ ہے، پاک کرتی ہے۔ اس کو پروردگار کے نور مقدس اور لطف الٰہی سے سرشار کرتی ہے۔

اس کی قدر کو سمجھیں، یہ سب سے بالاتر ہے۔"

یہ دعا کے بارے میں ہماری گفتگو تھی۔ البتہ بہت کم باتیں بیان ہو پائیں، زیادہ حصہ رہ گیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ﴿۱﴾ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ﴿۲﴾ لَمْ یَلِدْ ۙ وَلَمْ یُوْلَدْ ﴿۳﴾ وَلَمْ یَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ﴿۴﴾ [1]

❁❁❁❁❁

اس خطبے کے اختتام پر چند دعائیں کرنا چاہتا ہوں۔ توجہ فرمائیں اور آمین کہیں۔ ظہر کا وقت ہے۔ جمعے کا دن ہے۔ اجتماع بہت عظیم ہے۔ سب روزہ دار ہیں۔ امید ہے کہ انشاءاللہ یہ دعائیں مستجاب ہوں گی۔

نسئلك اللهم و ندعوك باسمك العظيم الاعظم الاعز الاجل الاكرم وبالقرآن المستحكم وبوليك وحجتك يا الله

دعائیہ کلمات

پالنے والے ہماری سب سے بڑی حاجت تیری رضا اور مغفرت ہے۔ یہ ہماری سب سے بڑی دعا ہے جو ہر چیز سے بالاتر ہے۔

---

[1] سورہ الاخلاص ۱۱۲، آیات ۱ تا ۴۔

پالنے والے! تجھے قسم ہے تیرے عزیزوں میں سب سے عزیز ہستی کی، اپنی رضا، مغفرت اور رحمت ہمیں عطا فرما۔

پالنے والے روزے کے اس مہینے میں، ہمیں اس الٰہی ضیافت سے مستفیض فرما۔

پالنے والے بری عادتوں، بری خصوصیات اور برے حالات نے، ہمارے دل و جان میں، تاریکیاں اور سیاہیاں پیدا کر دی ہیں، تجھے واسطہ ہے تیرے عظیم نبی کا جن کا نام، زیارت آل یاسین کے بعد کی دعا میں "كلمة نورك"کلمہ نور بتایا گیا ہے اور تیرا نام لیا گیا ہے، تجھے واسطہ ہے، تیرے ارادہ قدرت سے ساطع ہونے والے اعلیٰترین نور کا، جو حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وجود مقدس ہے تجھے قسم ہے، ہمارے دلوں کو نور معرفت اور اپنی محبت سے نورانی فرما۔

پالنے والے! ہمارے دلوں سے تاریکیاں اور سیاہ دھبے دور کردے۔

پالنے والے تجھے واسطہ ہے، تیرے ولی و حجت برحق، حضرت مہدی موعود علیہ السلام کا کہ اگر قبول فرمائیں تو ہم سب ان کے سپاہی اور خدمت گزار ہیں، تجھے تیرے اولیاء کے حق کی قسم، قرآن سے، دین سے، ذکر سے، توسل سے، شفا طلب کرنے سے ہمارا رابطہ روز بروز محکم تر فرما۔

پالنے والے! تجھے قسم ہے قرآن کی، ایران اسلامی پر، جو قرآن کے دوبارہ عروج پانے کا مرکز ہے، اپنی رحمتیں اور برکتیں نازل فرما۔

میرے خدا! ایرانی قوم کو سرفراز فرما۔

میرے معبود! ایرانی قوم کو کامیاب کر۔

میرے معبود! ایرانی قوم کے دشمنوں کو، وہ دنیا میں جہاں بھی ہوں، رسوا کر۔

میرے معبود! ملت ایران کے قلوب کو اپنی وفا ولطف سے سرشار کر۔

پالنے والے تجھے تیرے اولیاء کے حق کی قسم، ان کی محبت ہماری قوم کے دلوں میں روز بروز زیادہ کر۔

پالنے والے کچھ لوگ دنیا کے گوشہ و کنار میں اس قوم، اس ملک اور حکومت قرآن کے خلاف سازشوں میں مصروف ہیں، اور تو ان سازشوں سے ہم سے بہتر واقف ہے، اپنی طاقت اور قدرت قاہرہ سے، ان کی تمام سازشوں کو نقش برآب کر دے۔

پالنے والے ہمارے دشمنوں کو خود ان کی مشکلات کی طرف پلٹا دے۔

پالنے والے! انسانیت کے دشمنوں کو جو یہی بڑی طاقتیں اور بعض ملکوں کے سربراہ ہیں اور حقائق و فضائل سے بے اعتنا اور رذائل کے طرفدار ہیں، روز بروز انہیں خود ان کی مشکلات میں الجھا دے۔

پالنے والے اس قوم کو دشمنوں پر غلبہ عنایت فرما۔

پالنے والے اس قوم کی حق بات کو جسے دنیا میں تشہیراتی ہنگاموں کے ذریعے انسانوں تک نہیں پہنچنے دے رہے ہیں، پورے عالم میں عام کر دے۔

پالنے والے ہمارے دشمنوں کو اس قوم سے پوری طرح مایوس کر دے۔

میرے خدا! ہمیں شب قدر کے حصول کی توفیق عنایت فرما اور شب

قدر کی فضیلتوں سے ہمیں محروم نہ کر۔

پالنے والے ایرانی قوم کی مشکلات کو دور کر دے ہمارے عوام کی، جہاں بھی ہوں، حاجات کو پورا کر۔

پالنے والے ان پاک انسانوں کو جنہوں نے اس ملک میں تیرے لئے زحمتیں اٹھائیں ہیں، سعی وکوشش کی ہے، وافر اجر عنایت فرما۔

پالنے والے تجھے تیرے اولیاء کے حق کا واسطہ، تجھے خاندان رسالت کے گوہر بے بہا صدیقہ طاہرہ، حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کے حق کی قسم، ہمارے تمام معذور جانبازوں (مقدس دفاع کے زخمیوں) کو شفاعت عطا کر۔

پالنے والے ہمارے دلوں سے استجابت دعا کی امید ختم نہ کر اور ہمارے درمیان ایرانی قوم میں، مسلمانوں اور تمام انسانوں میں جو مغموم اور غمزدہ دل ہیں، انہیں شاد کر۔

پالنے والے تجھے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وآل محمد علیہم السلام کا واسطہ، تمام مریضوں کو شفا عنایت فرما، مشکلات میں گرفتار تمام لوگوں کی مشکلات کو دور کر، تمام حاجتمندوں کی حاجتوں کو پورا کر، مسلمانوں کے درمیان سے تمام دشمنی اور کینے کو ختم کر دے اور اسلامی ملکوں کی پریشانیاں دور کر دے۔

پالنے والے ہمارے دل، فلسطین کے لئے، مظلوم فلسطینی عوام کے لئے، بوسنیا ہرزے گووینا کے مسلمانوں کے لئے اور چیچنیا کے مسلمانوں کے لئے خون ہیں، یہ وہ مظلوم انسان ہیں کہ دنیا نے جن کی مدد نہیں کی، دنیا کہیں بھی مسلمانوں کی مدد نہیں کرتی، میرے معبود! اطراف واکناف عالم میں، کشمیر میں، مغربی علاقوں میں، یورپی علاقوں میں، براعظم امریکا میں

اور دنیا کے دیگر علاقوں میں مشکلات اور پریشانیوں میں گرفتار ہیں، تجھے شب قدر کا واسطہ، تجھے شب قدر کے شہید کے حق کا واسطہ، تجھے تمام مومنوں کے حق کا واسطہ، شب قدر میں ان کی دعاؤں کو مستجاب کر، تجھے معصومین علیہم السلام کے حق کی قسم ان کی مشکلات کو دور کر اور انہیں دشمنوں پر کامیابی عطا کر۔

پالنے والے اپنے لطف و کرم سے ان دعاؤں کو مستجاب کر اور ہم سے توفیق دعا کو سلب نہ کر۔ (الٰہی آمین وصلوات)۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

خطبہ نماز جمعہ (۳)

انقلاب کے حقیقی حمایتی عوام

(17 فروری سنہ 1995 عیسوی۔ تہران)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الحمد للہ رب العالمین۔ والصلاۃ و السلام علی سیدنا و نبینا و حبیب قلوبنا، ابی القاسم محمد و آلہ الاطیبین الاطھرین المنتجبین۔ سیما علی امیرالمومنین و صدیقۃ الطاھرۃ سیدۃ النساء العالمین و الحسن و الحسین و سبطی الرحمۃ و امامی الھدی و علی علی بن الحسین زین العابدین و محمد بن علی الباقر، و جعفر بن محمد الصادق و موسی بن جعفر الکاظم و علی بن موسی الرضا، و محمد بن علی الجواد، و علی بن محمد الھادی و الحسن بن علی العسکری والحجت القائم المھدی ؛ حججك علی عبادك و امنائك فی بلادك، و صل علی ائمۃ المسلمین و حماۃ المستضعفین وھداۃ المومنین۔ اوصیکم عباد اللہ بتقوی اللہ۔

انقلاب کے حقیقی حمایتی

اس خطبے میں صرف ایک بہت ہی مختصر بات عرض کرنا چاہتا ہوں۔ یہ کہنا چاہتا ہوں

کہ ہمارے انقلاب کا سب سے بڑا خاصہ یہ ہے کہ اس کا تکیہ عوام پر ہے۔ مشکلات جیسی بھی ہوں ان کا حل قوم کی حمایت کے سائے میں ہی ممکن ہوگا۔ اس بات کی وجہ بھی کہ دشمن اب تک اس ملک اور اس تحریک کو کوئی نقصان نہ پہنچا سکا یہ ہے کہ عوام انقلاب کے حقیقی پشت پناہ ہیں۔

اس سال ایرانی قوم نے بائیس بہمن (گیارہ فروری) کو کارنامہ انجام دیا ہے، وہ ایک معجزنما اقدام تھا جس نے بہت سی دشمنیوں اور سازشوں پر کاری وار لگا کے، دشمنوں اور سازش کرنے والوں کو ناکام بنا دیا۔ ہمیشہ اسی طرح ہوا ہے اور اس کے بعد انشاء اللہ اسی طرح ہوگا۔

آپ نے اپنے اس اقدام سے گذشتہ سال کے بائیس بہمن (گیارہ فروری) اور یوم قدس سے اس سال تک کے دشمن کے ایک سال کے پروپیگنڈوں پر پانی پھیر دیا۔ کسی بھی نظام کے لئے عوامی حمایت کا ختم ہو جانا بہت بڑا نقصان اور ناقابل بیان خسارہ ہے۔ درحقیقت تمام عیوب سے بڑا عیب یہ ہے کہ نظام کو عوام کی پشت پناہی حاصل نہ ہو۔

آج مشرق وسطی کے مما لک میں اور ان ملکوں میں جنہیں امریکا اپنا دوست کہتا ہے، بہت سے نظام ایسے ہیں جنہیں عوام کی حمایت حاصل نہیں ہے۔ دنیا کی سطح پر دیکھیں تو مختلف نظاموں کے ساتھ ایسے مما لک بہت ملیں گے اور اس کے لیے بہت دور جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس اسلامی ملک نے، اس قرآنی و عوامی ملک نے دشمنوں کو اندھا کر دیا ہے۔ اسی لئے وہ اپنے پروپیگنڈوں میں مسلسل کہتے ہیں کہ

”عوام اسلام سے، نظام سے اور اسلامی جمہوری حکومت سے پلٹ گئے ہیں اور اب اس کو نہیں مانتے ہیں۔“

اس بات کو اپنے ریڈیو سے بھی نشر کرتے تھے۔

امام زمانہ علیہ السلام کا قلب شاد کیا

اس سال بائیس بہمن (گیارہ فروری) کا عجیب منظر تھا جو آپ ملت ایران نے دنیا کے سامنے پیش کیا۔ درحقیقت یہ بے بنیاد باتیں کرنے والوں کے منہ پر ایک زبردست طمانچہ تھا۔ میں اگر ایک جملے میں آپ کا شکریہ ادا کرنا چاہوں تو یہ کہوں گا کہ

"امید ہے کہ آپ کے اس اقدام سے حضرت ولی عصر ارواحنا فداہ کا قلب مقدس شاد ہو گیا ہوگا۔ انشاء اللہ آپ کا یہ کام آنجنابؑ کی خوشنودی کا مستحق ہوگا۔ تمام معاملات میں اسی بات کو مدنظر رکھیں۔"

اجتماعِ عظیم کی صلاحیت

اگر کسی نے بائیس بہمن کے بعد غیر ملکی ریڈیو نشریات کو سنا ہو تو محسوس کیا ہوگا کہ وہ اس پر کتنا چراغ پا تھے۔ کیوں، کس وجہ سے؟ اس وجہ سے کہ آپ کے نا قابل بیان عظیم اقدام سے دوچار تھے۔ واقعی یہ عظیم تحریک، لوگوں کا پرجوش استقبال اور تہران اور دوسرے شہروں کی سڑکوں پر جو دیکھنے کو ملا وہ نا قابل بیان ہے۔ مگر انہوں نے اس عظیم تحریک کو معمولی ظاہر کرنے کی کوشش کی۔

"بے عقلوں تم کس کو متاثر کرنا چاہتے ہو؟ کس سے بات کرتے ہو؟ ان لوگوں سے جنہوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ حقیقت کیا تھی؟ ان سے کہتے ہو کچھ نہیں تھا؟"

تہران میں عوام کے دسیوں لاکھ کے اجتماع کو کہتے ہیں "دسیوں ہزار" اور بعض کہتے ہیں "ہزاروں" یہ بے نظیر دسیوں لاکھ کا سمندر، اجتماعِ عظیم تھا؟!

میں نے بائیس بہمن کی لوگوں کی عظیم شرکت دیکھی۔

"میں نے اپنے ذہن میں کہا کہ آج دنیا میں کوئی ملک ایسا نہیں ہے جس کی حکومت کسی بھی نعرے کے ساتھ اتنا بڑا مجمع سڑکوں پر لاسکتی ہو۔ نہ امریکی حکومت میں یہ صلاحیت ہے اور نہ ہی یورپی حکومتوں یا تیسری دنیا کے کسی ملک کی حکومت میں یہ صلاحیت ہے۔ کوئی بھی ملک اتنی عظیم تحریک کی نمائش نہیں کر سکتا۔"

البتہ ایران میں "کوئی" بھی عوام کو سڑکوں پر نہیں لایا ہے۔ عوام خود سے اُٹھے ہیں۔ ایران میں "کوئی" حقیقت میں عوام ہی ہیں۔ حکومت بھی عوام کی اور حکام بھی عوام میں سے ہیں۔ حکومت عوام کے ہاتھ میں ہے، نظام عوام کا ہے۔ اس کو ہاتھ سے نہ جانے دیں۔

آخری بات یہ ہے کہ امریکی کوشش کررہے ہیں، کڑھ رہے ہیں، گریبان پھاڑ رہے ہیں، ان تمام لوگوں اور حکومتوں کے سامنے، جن تک ان کا ہاتھ پہنچ رہا ہے یا پہنچ سکتا ہے، نشان کھینچ رہے ہیں (پالیسیاں ڈکٹیٹ کررہے ہیں) تا کہ حکومت ایران کو جھکنے پر مجبور کرسکیں۔

اختتامی کلمات اور دعا

میں اس عظیم مجمع کے سامنے، جو آج تہران کی نماز جمعہ میں آیا ہے اور تمام عوام کے سامنے، خود ایرانی عوام کی ترجمانی کرتے ہوئے کہتا ہوں:

"ملت ایران کے دشمنوں جان لو کہ ان حربوں یا کسی بھی دوسرے حربے سے، ملت ایران کو ہرگز نہیں جھکا سکو گے۔"

پالنے والے یہ جوش وخروش جو تیرے لطف، تیرے فضل اور تیری نظر کرم کے بغیر کسی بھی قوم میں پیدا نہیں ہوسکتا، اس عظیم قوم اور ان برگزیدہ بندگان خدا کے لئے اپنی توفیقات

میں روز بروز زیادہ کر۔

پالنے والے تجھے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و آل محمد علیہم السلام کے حق کا واسطہ، ان دنوں اور قدر کی راتوں میں اپنی رحمت، فضل اور مغفرت ہمارے عظیم شہدا اور ان عظیم المرتبت انسانوں کے شامل حال فرما جنہوں نے اپنی جان دے کر ایران اور ایرانی قوم کو اس عظمت وکمال کی منزل تک پہنچایا۔

پالنے والے اس تحریک شہدا کے قائد، وہ عظیم انسان کہ جس کی بلند ہمتی اور پختہ ارادے سے ایران میں یہ عظیم تحریک چلی یعنی ہمارے عظیم رہبر امام خمینی کو اپنے انوار رحمت و فضل میں جگہ دے، آپ کو اور ہمارے شہیدوں کو اپنے پیغمبر اور اولیاء کے ساتھ محشور فرما اور ان کے قلب مقدس کو ہم سے راضی کر۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِنَّاۤ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ۝١ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ۝٢ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ ۝٣ [1]

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

❁❁❁❁❁

[1] سورہ الکوثر ۱۰۸، آیات ۱ تا ۳۔

خطبہ جمعہ (۴)

انقلاب کے ثمرات اور موجودہ حالات

(تہران، ۳ فروری ۲۰۱۲ء)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الحمد للہ رب العالمین۔ والصلاۃ و السلام علی سیدنا و نبینا و حبیب قلوبنا، ابی القاسم محمد و آلہ الاطیبین الاطہرین المنتجبین۔ سیما علی امیرالمومنین و صدیقۃ الطاہرۃ سیدۃ النساء العالمین و الحسن و الحسین و سبطی الرحمۃ و اماحی الہدی و علی علی بن الحسین زین العابدین و محمد بن علی الباقر، و جعفر بن محمد الصادق و موسی بن جعفر الکاظم و علی بن موسی الرضا، و محمد بن علی الجواد، و علی بن محمد الہادی و الحسن بن علی العسکری والحجت القائم المہدی ؛ حججک علی عبادک و امنائک فی بلادک، و صل علی ائمۃ المسلمین و حماۃ المستضعفین وھداۃ المومنین۔ اوصیکم عباداللہ بتقوی اللہ۔

تقویٰ کی نصیحت

رہبر انقلاب اسلامی نے نمازیوں کو تقوای الٰہی اختیار کرنے کی نصیحت کرتے ہوئے

فرمایا:

"کہ تقویٰ تمام اُمور کے لیے ضروری ہے"۔

آپ نے عشرۂ فجر کی مناسبت سے فرمایا:

کہ ہم اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں کہ اس نے اتنی عظیم الشان تحریک کو ایران کے عوام کی ہمت اور امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ کی قیادت میں کامیابی سے ہمکنار کیا اور ایران میں اسلامی نظام تشکیل پایا۔

ایران کا انقلابی شجر

ہم اپنی ایرانی عوام کا بھی شکریہ ادا کرتے ہیں کہ انہوں نے ایثار و فدا کاری اور بصیرت کے ذریعے گذشتہ بتیس برسوں کے دوران اسلامی انقلاب کی حفاظت کی اور یہ شجرۂ طیبہ روز بروز توانا اور تناور ہوتا جا رہا ہے اور اس شجرہ طیبہ کا مصداق ہے جس کی جڑ زمین میں اور شاخیں آسمانوں میں ہیں اور اس کا پھل سب کو میسر ہو رہا ہے۔ رہبر انقلاب اسلامی نے فرمایا کہ اس سال عشرۂ فجر ہم ایک ایسے وقت منا رہے ہیں کہ:

"جب مصر، تیونس اور لیبیا میں عوام کا اسلامی انقلاب کامیاب ہو گیا ہے اور ایران کا اسلامی انقلاب اب تنہا نہیں ہے۔"

انقلاب کے بتیس سال

رہبر معظم قائد انقلاب اسلامی آیت اللہ العظمیٰ سید علی خامنہ ای نے ایران کے اسلامی انقلاب کی گزشتہ بتیس برسوں کی تاریخ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ایران کے اسلامی انقلاب نے ان برسوں میں جو کارنامے انجام دیے اور جن حالات کا سامنا کر کے سرخرو ہوا اور ثابت

قدم رہا۔ اس حوالے سے کئی مضامین اور کتابیں تحریر کی جاسکتیں ہیں۔ رہبر انقلاب اسلامی نے فرمایا کہ ایران کے اسلامی انقلاب نے اسلام کے دشمن "ڈکٹیٹر" کا خاتمہ کیا اور ملک میں اسلامی نظام قائم کیا۔ اسلامی انقلاب نے ملک سے گھٹن کا ماحول ختم کیا اور عوام کو آزادی عطا کی۔ اسلامی انقلاب نے ایرانی عوام کو حقارت سے نجات دلا کر انہیں عزت وشرف عطا کیا۔

ماضی میں ایران میں حاکم پٹھو حکومت بین الاقوامی تسلط پسند طاقتوں کے ذریعے ایران کے عوام کی تحقیر کرتی تھی مگر اسلامی انقلاب نے تمام میدانوں میں خواہ وہ علمی میدان ہو یا سائنسی میدان، ہر میدان میں ایران کے عوام کو سربلندی عطا کی اور ایران کے جوانوں نے ثابت کر دیا کہ وہ ہر کام انجام دینے کی توانائی رکھتے ہیں۔

خلاصہ یہ کہ ایران کے اسلامی انقلاب نے ایران کے عوام کو پوری طرح آگاہ، بیدار اور سیاسی امور میں بابصیرت بنا دیا۔ رہبر انقلاب اسلامی نے فرمایا کہ یہ ساری تبدیلیاں سطحی نہیں ہیں بلکہ عوام میں یہ تمام اصول جڑ پکڑ چکے ہیں اور ایران کے عوام اب انہی خطوط پر آگے بڑھ رہے ہیں۔ ایران کے اسلامی انقلاب نے جو اہداف متعین کیے تھے عوام انہی کے مدنظر رکھتے ہوئے آگے بڑھ رہے ہیں ان اہداف کے حصول کی کوششوں میں کسی بھی طرح کی کوئی تبدیلی نہیں آئی ہے۔

اس پورے عرصے میں ایران نے بے پناہ ترقی و پیشرفت کی ہے۔ البتہ اس کے ساتھ ساتھ کچھ نقائص بھی رہے ہیں جن کو دور کرنے کی ضرورت ہے مگر اسلامی انقلاب کی رفتار اور سرعت جاری ہے اور آج ہم ان کا ثمر اچھی طرح دیکھ رہے ہیں۔

انقلاب کے ثمرات

انقلاب کے اہم ترین مثبت پہلوؤں میں سے ایک یہ ہے کہ ایران کے عوام نے

انقلاب کے نتیجے میں چیلنجوں کا مقابلہ اوران پر غلبہ حاصل کرنے کی مکمل صلاحیت حاصل کر لی ہے۔ پہلے روز سے انقلاب کے خلاف سازشیں کی گئیں۔صدام کے ذریعے جنگ مسلط کی گئی اوراس کے علاوہ بھی بہت سی مشکلات ہمارے سامنے کھڑی کی گئیں مگر ہمارے عوام نے ان سب پر قابو پایا۔ یہ بہت ہی مضبوط اورنہایت خوشگوار پہلو ہے۔

عالمی علمی وسائنسی ترقی

رہبر انقلاب اسلامی نے انقلاب مختلف پہلوؤں میں سے ایک اور مثبت پہلو کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اس عرصے کے دوران ایران نے علمی وسائنسی میدان میں بے پناہ ترقی وپیشرفت کی ہےاور

"العلم سلطان"

جیسی اہم حدیث کواپنے پیش نظر رکھا ہےاور حیرت انگیز طور پر علمی میدان میں ترقی ہوئی ہے۔آپ نے فرمایا کہ تمام علمی وسائنسی میدانوں میں ایران کےنوجوانوں نے ترقی کی ہے۔

ایٹمی میدان میں ایران کی ترقی تومشہور ہوگئی ہےمگراس کے علاوہ بھی بہت سے پیچیدہ علمی میدانوں میں ایران نے ترقی کی ہےاور عالمی اداروں نے اس بات کا اپنی رپورٹوں میں اعتراف کیا ہے کہ ایران نے پوری دنیامیں گزشتہ چند برسوں میں سب سے تیز رفتار ترقی کی ہےاورآج دنیامیں اٹھارہوں نمبراور علاقے میں پہلے نمبر پر ہے۔

اس اسلامی انقلاب کاایک اورمثبت اورمضبوط پہلوایران کی نوجوان نسل میں اسلامی انقلاب کی اقدار کی منتقلی ہےاورآج ایران کےنوجوان جنہوں نے اسلامی انقلاب کی تحریک کو نہیں دیکھااورامام خمینی کی زیارت نہیں کی وہ بھی بتیس سال پہلے کے انقلابی جوانوں کی طرح ہی

انقلابی جذبات سے سرشار ہیں۔

اس کی تازہ مثال شہید احمدی روشن اور شہید رضائی نژاد ہیں جنہیں استکبار کے ایجنٹوں نے اس لیے شہید کر دیا کہ اسلامی نظام کی خدمت کے لیے وہ علمی کارنامے انجام دے رہے تھے۔ اسلامی انقلاب نے ایران کو علاقے میں ایک مؤثر ملک میں تبدیل کر دیا اور ایران کے نظام کی بنیاد کو مستحکم بنا دیا ہے اور آج ہم دشمن کی کسی بھی طرح کی دھونس اور دھمکی سے مرعوب نہیں ہوتے اور یہ ساری ترقی و پیشرفت ایک ایسے وقت حاصل ہوئی ہے کہ جب ہم پر ہر طرف سے پابندیاں عائد ہیں۔

عوام اور حکام کو نصیحت

ایران کے عوام اور حکام دشمن کی مسکراہٹوں اور ان کے دھوکے اور فریب میں نہ آئیں اور ان کے جھوٹے وعدوں پر یقین نہ کریں۔ آپ نے فرمایا کہ مغرب کی مادی طاقتیں کبھی بھی اپنے وعدوں پر عمل نہیں کرتیں۔ وہ ہر لمحے اپنے بیان بدلتی ہیں ان کی نظر میں وعدوں کی پاسداری کوئی اہمیت نہیں رکھتی اور اس کی تازہ مثال امریکی صدر کا حالیہ خط ہے اور اس کے جواب میں جو کچھ لکھا گیا وہ سب وقت آنے پر بیان کیا جائے گا۔

اسرائیل کی تنہائی

رہبر انقلاب اسلامی نے فرمایا کہ علاقے کے عوام نے حالیہ مہینوں میں چار خطرناک طاغوتوں اور ڈکٹیٹروں کا تختہ الٹ کر دوسرا بڑا کارنامہ یہ انجام دیا کہ انہوں نے اسلام نواز جماعتوں کو منتخب کیا۔

یہ سارے واقعات اس لیے بھی زیادہ اہم ہیں کہ اسلامی انقلاب کی کامیابی کے بعد

گزشتہ بتیس برسوں کے دوران" ہالی ووڈ" سمیت مغرب کی تمام مشینریوں نے اسلام کو ایک انتہائی خوفناک شکل میں بنا کر پیش کیا تھا۔

اس عرصے میں ایک اور جو بڑی تبدیلی آئی وہ یہ کہ:

"اسرائیل بری طرح الگ تھلگ تنہا ہو کر رہ گیا اور اس سرطانی ناسور کی بہرحال خاتمہ ہونا چاہیے"۔

اور اس دوران فلسطین کی مظلوم قوم کو حوصلہ ملا اور دیگر مظلوم قوموں کی بھی حوصلہ ملا ہے بشمول بحرین کے عوام کو البتہ بحرین کے عوام بہت ہی مظلوم ہیں۔

بحرین کی صورتحال

رہبر معظم نے بحرینی حکام کی طرف سے ایران پر لگائے گئے الزامات کو مسترد کرتے ہوئے فرمایا کہ ہم نے بحرین کے داخلی امور میں کبھی بھی مداخلت نہیں کی ہے اور اگر مداخلت کی ہوتی تو صراحت کے ساتھ اس کو بیان کر دیتے جس طرح سے غاصب صیہونی حکومت کے خلاف ہم مظلوموں کی حمایت کرتے ہیں اور جہاں بھی کسی بھی قوم کا مقابلہ صیہونی حکومت سے ہوگا ہم اس قوم کی حمایت کریں گے۔آپ نے فرمایا کہ بحرینی حکام کے الزامات بے بنیاد ہیں اگر ہم بحرین میں مداخلت کرتے تو وہاں کی صورت حال اس سے مختلف ہوتی۔

امریکہ اور یورپی یونین کی شکست

رہبر انقلاب اسلامی نے امریکہ کی روز بروز کمزور ہوتی ہوئی پوزیشن کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ افغانستان اور عراق سمیت ہر جگہ امریکہ کو شکست کا سامنا کرنا پڑا۔

امریکیوں نے عراق میں اپنی مرضی کی حکومت قائم کرنے کی کوشش کی مگر اس میں بھی

شدید ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا اور خود امریکہ کے اندر بھی امریکی حکام کوشش کر رہے ہیں کہ وہ اپنی کمزوریوں پر پردہ ڈالیں مگر اس میں بھی وہ کامیاب نہیں ہو سکے اور امریکی صدر باراک اوباما نے کانگریس سے خطاب کے دوران عراقی عوام کی تحریک کا نام تک نہیں لیا تا کہ عراقی عوام کی تحریک پر پردہ ڈالا جا سکے۔

مغربی ممالک اقتصادی اور سیاسی ہر میدان میں کمزور پوزیشن میں ہیں ان میں آج سیاسی خودمختاری نہیں ہے جبکہ فرانس کے سابق حکمراں جنرل ڈیگال نے صرف اس لیے یورپی یونین میں شمولیت اختیار نہیں کی تھی کہ برطانیہ امریکہ کا پیرو تھا۔

امریکہ و یورپ کی اسلام دشمنی

رہبر معظم قائد انقلاب اسلامی آیت اللہ العظمیٰ سید علی خامنہ ای نے ایران کے خلاف یورپی یونین کے حالیہ مخاصمانہ فیصلے کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ:

”یہ فیصلہ صرف اور صرف اسلام دشمنی کی بنیاد پر کیا گیا ہے۔ جبکہ یورپ اس بات سے غافل ہے کہ انہی پابندیوں کے سبب ہمارے جوانوں نے آج اتنی ترقی و پیشرفت کی ہے“۔

مغربی ممالک کا کہنا ہے کہ ہم یہ پابندیاں اس لیے عائد کر رہے ہیں کہ ایران کو ایٹمی پروگرام سے پیچھے ہٹنے پر مجبور کیا جا سکے۔

اب تک ایران نے اپنے موقف سے پسپائی اختیار نہیں کی تو پھر کیوں ایران کے خلاف یہ پابندیاں عائد کی جا رہی ہیں۔

”ان پابندیوں سے سب سے زیادہ فائدہ ایرانی عوام کو پہنچ رہا ہے کیونکہ ایران کے عوام امریکہ اور یورپ کے ہر ہتھکنڈے کو ناکام بنا کر علاقے کی عوام کے

نزدیک مغرب کی ہیبت کا خاتمہ کر رہے ہیں اور اپنا لوہا منوا رہے ہیں"۔

مغرب کی دھمکیاں

رہبر معظم قائد انقلاب اسلامی نے امریکہ کی طرف سے ایران کے خلاف ممکنہ فوجی کارروائی کی دھمکیوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ:

"دھمکیاں بھی امریکہ کے نقصان میں ہیں اور خود جنگ سے امریکہ کو دس گنا نقصانات پہنچیں گے۔ دھمکیاں اس لیے امریکہ کے نقصان میں ہیں کہ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ امریکہ بے بس ہو چکا ہے اور اپنے مقاصد کے حصول کے لیے قتل و غارتگری اور خونریزی کے علاوہ کسی اور منطق کو نہیں سمجھتا ہے"۔

سب کو یہ جان لینا چاہیے کہ:

"دھمکیوں اور پابندیوں کے جواب میں ہمارے پاس بھی کرنے کو بہت کچھ ہے اور ضرورت پڑنے پر اس کو انجام دیں گے"۔

رہبر معظم قائد انقلاب اسلامی آیت اللہ العظمیٰ سید علی خامنہ ای نے آنے والے عام انتخابات اور اسلامی انقلاب کی کامیابی کی سالگرہ کے جلوسوں میں عوام کی وسیع تعداد میں شرکت کی سفارش کرتے ہوئے فرمایا کہ:

"جو قومیں میدان میں رہتی ہیں وہی ہر میدان میں سربلند رہتی ہیں"۔

بیداری کی لہر

رہبر معظم قائد انقلاب اسلامی آیت اللہ العظمیٰ سید علی خامنہ ای نے نماز جمعہ کے دوسرے خطبے میں علاقے کی عرب اقوام کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ:

ہفتۂ وحدت اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یوم ولادت با سعادت کی مناسبت اور اسی طرح مصر تیونس لیبیا اور حتی بحرین میں اسلامی انقلاب و بیداری کی مناسبت سے مبارک باد پیش کرتے ہیں"۔

آپ نے فرمایا کہ جس طرح اسلامی بیداری کی لہر آپ کے علاقے میں اٹھی ہے اور نئے ابواب کھولنے پر منتج ہو رہی ہے اسی طرح آج سے تین عشرے قبل ایران کے عوام نے بھی تاریخ میں نئے بات کا اضافہ کیا تھا۔آپ نے فرمایا کہ:

"یہ دور اسلام کا دور ہے آج اسلامی بیداری کی اس لہر کا اثر واشنگٹن لندن میڈرڈ اور روم ہر جگہ دیکھنے کو مل رہا ہے اور ان یورپی شہروں کے عوام جو تحریک چلا رہے ہیں وہ کہتے ہیں کہ وہ قاہرہ کے التحریر اسکوائر سے درس لے کر ایسا کر رہے ہیں"۔

رہبر معظم قائد انقلاب اسلامی آیت اللہ العظمی سید علی خامنہ ای نے فرمایا کہ:

"مصر اور تیونس میں ہونے والے انتخابات کے نتائج اور یمن و بحرین میں جاری تحریکیں یہ ثابت کر رہی ہیں کہ علاقے کے عوام اسلامی وجمہوری نظام کے زیر سایہ ہی رہنا چاہتے ہیں"۔

رہبر معظم قائد انقلاب اسلامی آیت اللہ العظمی سید علی خامنہ ای نے اس کے علاوہ علاقے کے تازہ ترین حالات میں عرب لیگ کے کردار پر بھی تنقید کی۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

خطبہ جمعہ (۵)

طاغوت کی سازشیں اور لبنان و فلسطین

(تہران، ۱۳ اکتوبر ۲۰۰۶ء)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الحمد للہ رب العالمین۔ والصلاۃ و السلام علی سیدنا و نبینا و حبیب قلوبنا، ابی القاسم محمد و آلہ الاطیبین الاطھرین المنتجبین۔ سیما علی امیرالمومنین و صدیقۃ الطاھرۃ سیدۃ النساء العالمین و الحسن و الحسین و سبطی الرحمۃ و امامی الھدی و علی علی بن الحسین زین العابدین و محمد بن علی الباقر، و جعفر بن محمد الصادق و موسی بن جعفر الکاظم و علی بن موسی الرضا، و محمد بن علی الجواد، و علی بن محمد الھادی و الحسن بن علی العسکری والحجت القائم المھدی؛ حججك علی عبادك و امنائك فی بلادك، و صل علی ائمۃ المسلمین و حماۃ المستضعفین وھداۃ المومنین۔ اوصیکم عباد اللہ بتقوی اللہ۔

رہبر معظم وقائد انقلاب اسلامی حضرت آیت اللہ العظمیٰ سید علی خامنہ ای کا تہران میں مرکزی نماز جمعہ میں مؤمن اور روزہ دار عوام کے عظیم الشان اجتماع سے خطاب۔

رہبر معظم وقائد انقلاب اسلامی نے نماز جمعہ کے پہلے خطبہ میں ذکر و یادِ خدا، تقوی و پرہیزگاری کی سفارش اور قرب خدا حاصل کرنے کے لئے رمضان المبارک کے آثار و برکات

سے استفادہ کرنے اور اس عظیم مہینے میں دعا و راز و نیاز کے ذریعہ خداوند متعال سے رابطہ پیدا کرنے کو بہترین موقع قرار دیتے ہوئے فرمایا:

" دعا کا سب سے اہم نتیجہ اور اثر عبودیت و بندگی کی روح کو قوت بہم پہنچانا اور خداوند متعال کے سامنے بندگی کا احساس پیدا کرنا ہے"۔

رہبر معظم و قائد انقلاب اسلامی حضرت آیت اللہ العظمیٰ سید علی خامنہ ای نے نخوت و تکبر و غرور کو پروردگار کے حضور میں بندگی و عبودیت کے مد مقابل نقطہ قرار دیتے ہوئے فرمایا:

" دعا کے ذریعہ تکبر و غرور کا نشہ چکنا چور ہو جاتا ہے چاہے خداوند متعال کے سامنے ہو یا اس کے بندوں کے سامنے، اور اس کے نتیجے میں طغیانی و سرکشی سے انسانی زندگی اور ماحول محفوظ اور پر امن بن جاتا ہے"۔

دعاؤں کی برکات

رہبر معظم و قائد انقلاب اسلامی حضرت آیت اللہ العظمیٰ سید علی خامنہ ای نے عوام بالخصوص جوانوں کو دعا کے روحی اور معنوی برکات و آثار سے استفادہ کرنے کی سفارش کرتے ہوئے فرمایا:

" خداوند متعال نے دعا کے قبول کرنے میں کوئی قید و شرط نہیں لگائی ہے لیکن بعض اوقات انسان کے اعمال دعا کے مستجاب میں ہونے رکاوٹ بن جاتے ہیں اور یہ مسئلہ بھی دعا کے معارف میں سے ہے"۔

حضرت علیؑ کی عظیم شخصیت

رہبر معظم و قائد انقلاب اسلامی نے امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی

عظیم شخصیت کو تمام بشریت کے لئے نمونہ عمل اور انھیں انسان کامل قرار دیتے ہوئے فرمایا:

"امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے حضرت پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی آغوش میں پرورش پائی ہے اور وہ زندگی کے تمام مراحل میں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سب سے زیادہ قریب رہے ہیں اور سخت ترین حالات میں بھی وہ ہمیشہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حمایت ونصرت ومدد میں ثابت قدم اور آگے رہے ہیں"۔

رہبر معظم وقائد انقلاب اسلامی حضرت آیت اللہ العظمٰی سید علی خامنہ ای نے امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالب علیہا السلام کی مختصر مدت حکومت کو مدیریت کا معجزہ، تاریخ بشریت کی بے مثال، عدل مطلق وشجاعت مطلق حکومت اور اس کے ساتھ مظلومیت مطلق حکومت قرار دیتے ہوئے فرمایا:

"امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالب علیہا السلام عدالت، شجاعت، تدبیر، انصاف، حقوق انسانی کی رعایت اور پروردگار کے سامنے عبودیت و بندگی کا مظہر تھے"۔

رہبر معظم وقائد انقلاب اسلامی حضرت آیت اللہ العظمٰی سید علی خامنہ ای نے مرکزی خطبہ نماز جمعہ خطبے کے دوسرے حصے میں علاقائی حقائق کو تبدیل کرنے کے لئے صہیونزم اور امریکہ کی پالیسیوں اور سازشوں نیز امریکہ کا فلسطین اور عراق جیسے ممالک میں عوام کو ایک دوسرے کے آمنے سامنے قرار دینے کے متعلق تشریح کرتے ہوئے خطاب فرمایا:

عالمی یوم القدس

عالمی یوم قدس، سامراجی طاقتوں کی طرف سے اختلاف وتفرقہ پیدا کرنے کی

پالیسیوں کے مدمقابل اُمّتِ اسلامی کی استقامت ومقاومت اورفریاد کا دن ہے۔

رہبرمعظم نے نماز جمعہ کے دوسرے خطبہ میں عالمی یوم قدس کوصہیونیوں اوران کے حامیوں کے ظلم وستم اورغیرمنصفانہ اقدام کے خلاف اُمّتِ اسلامی کی مخالفت کا اعلان اور مسلمان قوموں کی پائداری کا دن قرار دیتے ہوئے فرمایا: دنیاکے ہرگوشے میں مسلمان اس دن کوعقیدت و احترام کے ساتھ مناتے ہیں اور ایرانی عوام بھی خدا کے فضل وکرم کے ساتھ ہر سال کی طرح اس سال بھی اس دن کو جوش وجذبےاوراحترام کےساتھ منائیں گے۔

فتح مبین

رہبرمعظم و قائد انقلاب اسلامی نے علاقائی حالات کا تجزیہ کرتے ہوئے لبنان کی (33) تینتیس روزہ جنگ میں اسرائیلی فوج پر حزب اللہ کی فتح و کامیابی کو ایک بے مثال اور تاریخی واقعہ قرار دیتے ہوئے فرمایا:

”انقلاب اسلامی کی کامیابی کے بعد مسلمان قوموں نے اس حقیقت کو ایک بار پھر مشاہدہ کیا ہے کہ ظلم وستم کے مقابلے میں مؤمنین کی مقاومت و استقامت کی بدولت کامیابی اور فتح کا تحفہ نصیب ہوتا ہے“۔

رہبرمعظم وقائدانقلاب اسلامی حضرت آیت اللہ العظمیٰ سید علی خامنہ ای نے حزب اللہ لبنان کی فتح پر اُمّتِ اسلامی کی شادمانی اورخوشی کو مسلمان قوموں کی اس تاریخی کامیابی میں شریک وسہیم ہونے کی علامت قراردیتے ہوئے فرمایا:

”کسی کو اس میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے کہ اس جنگ میں اسرائیل کے علاوہ امریکہ اورعلاقہ میں اس کے حامیوں کو بھی شدیداورسنگین ضرب لگی ہے“۔

رہبرمعظم وقائدانقلاب اسلامی نے لبنانی قوم اورحزب اللہ کی فتح کو عظیم درس قرار دیا

اور دشمن کے مد مقابل مقاومت و پائداری اور ثابت قدمی کے الٰہی راز وسنت کو مسلمانوں کے گہرے یقین کا مظہر قرار دیتے ہوئے فرمایا:

" دشمن کے مقابلے میں ثابت قدمی و پائداری ہی فتح کا راز ہے بشرطیکہ قوموں میں مقاومت واستقامت کے خطرات و واقعات اور نتائج سے گھبراہٹ پیدا نہ ہو"۔

رہبر معظم وقائد انقلاب اسلامی نے لبنان کی حالیہ جنگ کو علاقائی حالات کی تبدیلی کا آئینہ قرار دیتے ہوئے فرمایا:

" اس تبدیلی کے گہرے آثار ممکن ہے مستقبل میں ظاہر ہوں لیکن علاقائی حوادث کے صفحہ میں رونما ہونے والی تبدیلی میں کسی کو کوئی شک نہیں ہے"۔

سنگین شکست فاش

رہبر معظم وقائد انقلاب اسلامی حضرت آیت اللہ العظمیٰ سید علی خامنہ ای نے لبنان پر حملے میں سنگین ناکامی کی تلافی کرنے کے سلسلے میں اسرائیل اور امریکہ کے منصوبوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

" مغربی ممالک پچاس سال سے اسرائیل کی غاصب اور جعلی حکومت کو فوجی طاقت کے سہارے کھڑا کئے ہوئے ہیں لیکن معمولی وسائل رکھنے والے ایک چھوٹے سے گروہ کے سامنے اسرائیل کی پیشرفتہ ہتھیاروں سے مسلح فوج کے پاؤں لڑکھڑا گئے اور اسرائیل کو تاریخ میں پہلی بار اپنی شکست کا اعتراف کرنا پڑا "۔

اس جنگ میں اسرائیل اور اس کے حامیوں کے حوصلے کافی پست ہوئے ہیں اور اسی

لئے امریکہ و اسرائیل 33 روزہ جنگِ لبنان میں اپنی لٹی ہوئی عزت کو بچانے کے لئے علاقائی ممالک میں معاندانہ پالیسیوں کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش کررہے ہیں۔

شکست کی حزیمت وتلافی

رہبر معظم وقائد انقلاب اسلامی حضرت آیت اللہ العظمٰی سید علی خامنہ ای نے امریکہ اور اسرائیل کی طرف سے اپنی شکست کی تلافی کرنے کے لئے مختلف شعبوں میں حزب اللہ کی بڑھتی ہوئی طاقت کو روکنے کے منصوبوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

" وہ لبنان میں اقوام متحدہ کی فوج کو حزب اللہ اور لبنانی عوام کے مقابلے میں کھڑا کرنے کی کوشش کررہے ہیں جبکہ اقوام متحدہ کی فوج لبنانی عوام کا دفاع کرنے کے لئے لبنان میں موجود ہے البتہ لبنان کے شیعہ، سنی اور عیسائی حزب اللہ لبنان کو قومی فخر سمجھتے ہیں اور وہ امریکی و اسرائیلی منصوبوں کو عملی جامہ پہنانے کی اجازت نہیں دیں گے بہرحال سب کو ہوشیار رہنا چاہیے"۔

رہبر معظم وقائد انقلاب اسلامی نے امریکہ اور اسرائیل کی طرف سے فلسطین میں حماس کی عوامی حکومت کو گرانے اور فلسطینی عوام کے روز افزوں قتل عام کو لبنان میں ہونے والی شکست کا انتقام قرار دیتے ہوئے فرمایا:

" صہیونی حکومت اور اس کے حامی اپنی ناکامی کو چھپانے اور اسرائیل کے خلاف فلسطینیوں کی صف آرائی کو فلسطینیوں کی فلسطینیوں کے خلاف صف آرائی اور لڑائی میں تبدیل کرنے کی کوشش کررہے ہیں اور اس سلسلے میں امت مسلمہ کے ہر فرد کو ہوشیار رہنا چاہیے"۔

رہبر معظم وقائد انقلاب اسلامی حضرت آیت اللہ العظمٰی سید علی خامنہ ای نے اتحاد و

یکجہتی کو عالم اسلام کی اہم ضرورت قرار دیتے ہوئے فرمایا:

"عراق میں بھی اسلام دشمن عناصر عوام کو عوام کے ساتھ لڑانے کی پالیسی پر گامزن ہیں بالخصوص لبنان میں شکست کے بعد اسلام دشمن عناصر اس تلاش و کوشش میں مصروف ہیں تا کہ دہشت گردوں کی حمایت کے ذریعہ عوام کو عوام کے مدمقابل کھڑا کریں اور شیعوں وسنیوں کے درمیان اختلافات پیدا کرنے والے منصوبہ کو عملی جامہ پہنائیں اور عوام کے مختلف گروہوں میں بدگمانی پھیلا کر عوام کو غاصبوں کے مقابل صف آرا ہونے کے بجائے عوام کو عوام سے ٹکرا دیں"۔

اختلافی پالیسیاں

رہبر معظم وقائد انقلاب اسلامی حضرت آیت اللہ العظمیٰ سید علی خامنہ ای نے اختلاف ڈالنے کی پالیسی میں انگریزوں کو ماہر قرار دیتے ہوئے فرمایا: انگریزوں نے امریکیوں کو بھی یہ پالیسی سکھادی ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ عراق کی تاریخ میں شیعہ اور سنیوں نے باہم اور متحد زندگی بسر کی ہے اور اب بھی باہمی اتحاد و یکجہتی کے ساتھ عراق پر قابض عناصر کے خلاف اپنی جدوجہد کو جاری رکھیں گے۔

رہبر معظم وقائد انقلاب اسلامی نے امریکی اور صہیونی ذرائع ابلاغ میں شیعی ہلال کے بارے میں بے بنیاد پروپیگنڈوں کو سنی حکومتوں اور اقوام کو شیعی طاقت سے ڈارنے کی ناکام کوشش قرار دیتے ہوئے فرمایا:

"اسلام دشمن عناصر ادھر ہمیں بھی ہمسایہ ممالک سے ڈرانے کی کوشش کررہے ہیں تا کہ اُمّتِ اسلامی میں اختلاف پیدا کرنے کی اپنی پالیسی کو جاری رکھ

سکیں"۔

بیدار و ہوشیار رہیں

رہبر معظم وقائد انقلاب اسلامی حضرت آیت اللہ العظمیٰ سید علی خامنہ ای نے تمام مسلمان قوموں کو بیدار اور ہوشیار رہنے پر تاکید کرتے ہوئے فرمایا:

اگر اُمّتِ اسلامی حالیہ برسوں میں حاصل ہونے والی کامیابیوں کو جاری رکھنے کی خواہاں ہے تو پھر اسے دشمن کے مکر و فریب کے سامنے ہوشیار اور بیدار رہنا پڑے گا"۔

اور اسی طرح اسلامی جمہوریہ ایران کے حکام بھی داخلی حالات پر نظر رکھتے ہوئے بین الاقوامی سطح پر بھی اسلام دشمن عناصر کی طرف سے عالم اسلام میں اختلاف پیدا کرنے کی سازشوں کو ناکام اور نقش بر آب بنانے کی جدوجہد جاری رکھیں۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

❁❁❁❁❁

خطبہ جمعہ (٦)

نئے مشرق وسطیٰ کی تشکیل کی سازشیں

(تہران، ۱۴ ستمبر ۲۰۰۷ء)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تقویٰ کی نصیحت

رہبر معظم و قائدِ انقلاب اسلامی حضرت آیت اللہ العظمیٰ سید علی خامنہ ای نے لوگوں کو تقویٰ الٰہی کی رعایت کرنے کی نصیحت کرتے ہوئے ماہ مبارک رمضان کو بیش قیمت فرصتوں والا مہینہ قرار دیا اور فرمایا کہ:

"اگر اس بابرکت مہینے کی فرصتوں سے صحیح استفادہ کیا جائے تو انسان کی پوری زندگی کے لیے نہایت قیمتی معنوی ذخیرہ ہاتھ آجاتا ہے آپ نے روزہ داری کی ریاضت، قرآن مجید کی تدبر کے ساتھ تلاوت، خداوند متعال کے ساتھ راز و نیاز اور گناہوں سے دوری کو اس ماہ مبارک کے بہترین اعمال میں سے قرار دیتے ہوئے یاددلایا کہ اس عظیم مہینے میں حقیقی استغفار اور واقعی توبہ خاص کر رات کی تنہائی میں اور سحر کے وقت اپنے معبود سے رابطہ برقرار کرنا دلوں کو جلا بخشتا اور گناہوں کے زنگ سے پاک کرتا ہے اور انسان ماہ مبارک کی برکتوں سے بہرہ مند ہونے کے لیے آمادہ ہوجاتا ہے"۔

ہم بیدار رہیں

رہبر معظم و قائدِ انقلاب اسلامی حضرت آیت اللہ العظمٰی سید علی خامنہ ای نے ماہ رمضان کی پہلی نماز جمعہ کے دوسرے خطبے میں ارشاد فرمایا:

ایران کے ہمیشہ بیدار اور آگاہ عوام ایمان کی طاقت اور استقامت و پائداری کے ساتھ انقلاب اسلامی کو کمزور بنانے کے امریکی منصوبوں کو نقش برآب کردیں گے اور اسی پُرافتخار راستے پر چلتے ہوئے ایک دن اس مقام پر پہنچ جائیں گے کہ

"جہاں کوئی طاقت ہم کو ڈرانے دھمکانے کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکے گی"۔

عالمی استکبار کی شکست

رہبر معظم و قائدِ انقلاب اسلامی حضرت آیت اللہ العظمٰی سید علی خامنہ ای نے نماز جمعہ کے خطبوں میں جمہوری اسلامی ایران کے مقابلے میں عالمی استکبار کی شکست فاش اور اس کے علل اور اسباب کو بیان کرتے ہوئے، صدام اور اس کے حامیوں کی طرف سے ایران کے خلاف آٹھ سالہ جنگ کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا کہ:

"صدام اور اس کے حامیوں کے اس ناپاک منصوبے کا اصلی مقصد انقلاب اسلامی کو نابود کرنا تھا اس لیے کہ مغربی تجزیہ کار اور رہنما یہ جان چکے تھے کہ اسلامی انقلاب عالم اسلام کے لیے ہدایت کا سرچشمہ ثابت ہوگا لہٰذا انھوں نے کوشش کی کہ اس انقلاب کی ترقی کی راہ میں رکاوٹیں ایجاد کی جائیں"۔

بمثال ترقی

رہبر معظم و قائدِ انقلاب اسلامی حضرت آیت اللہ العظمٰی سید علی خامنہ ای نے امریکی اور مغربی حکام کی جانب سے ایران کا اقتصادی محاصرہ کرنے کے خام خیال کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ:

ایرانی عوام جنگ کے زمانے میں سخت اقتصادی محاصرے اور پابندیوں کے دور سے گذر کر ایسے مقام پر پہنچ چکی ہے کہ آج عسکری اعتبار سے خطے میں کسی کو اپنا مدمقابل نہیں سمجھتی اور علمی ترقی اور پیشرفت کے راستے پر گامزن ہے اور ایٹمی ٹیکنالوجی کے میدان میں بھی ایرانی عوام نے قابل فخر پیش رفت حاصل کی ہے اور یہ ثابت کر دیا ہے کہ استقامت اور پائداری اور روحانی طاقت کے مقابلے میں کسی بھی قسم کے محاصرے کا نتیجہ الٹا ہوتا ہے"۔

گیارہ ستمبر خودساختہ حادثہ

رہبر معظم و قائدِ انقلاب اسلامی حضرت آیت اللہ العظمٰی سید علی خامنہ ای نے گیارہ ستمبر کے خودساختہ حادثے میں امریکی حکومت کی شکست کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ:

"امریکہ نے یہ منصوبہ ایک نئے مشرق وسطی کی تشکیل اور ایران کا نیا محاصرہ کرنے اور جمہوری اسلامی ایران کو شکست دینے کے لیے بنایا تھا امریکیوں کی کوشش تھی کہ وہ اپنے اس ہمہ جہت منصوبے کو عملی جامہ پہنا کر ایک ایسا مشرق وسطی بنائیں جس کی بنیاد اسرائیلی حکومت کے مفادات پر استوار ہو اور اسرائیل

اس مشرق وسطی کا دارالحکومت بنے لیکن امریکہ کو اپنے اس شوم منصوبے میں بھی سخت ناکامی کا سامنا کرنا پڑا"۔

نئے مشرق وسطیٰ کی تشکیل میں ناکامی

رہبر معظم و قائدِ انقلاب اسلامی حضرت آیت اللہ العظمیٰ سید علی خامنہ ای نے حزب اللہ لبنان کے مقابلے میں اسرائیل کی طاقتور فوج کی شکست کو امریکہ کے نئے مشرق وسطی کی تشکیل کے منصوبے کی ناکامی قرار دیتے ہوئے یاد دِہانی کرائی کہ:

"امریکی حزب اللہ لبنان کے مقابلے میں اسرائیلی فوج کی شکست کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتے تھے لیکن حزب اللہ کے مقابلے میں اسرائیلی حکومت کی 33 دن کی جنگ میں ذلت آمیز شکست نے واشنگٹن کو ایک اور ناکامی کا منہ دیکھنے پر مجبور کر دیا وہ نہ صرف حزب اللہ سے ہتھیار نہیں چھین سکے بلکہ حزب اللہ اس جنگ کے نتیجے میں عالم اسلام کی نگاہوں میں پہلے سے کہیں زیادہ محبوب، مضبوط، توانا اور مقتدر بن گئی ہے"۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

خطبہ جمعہ (۷)

معاشرتی مسائل اور پروپیگنڈے

(تہران، ۱۹ ستمبر ۲۰۰۸ء)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الحمد للہ رب العالمین۔ والصلاۃ و السلام علی سیدنا و نبینا و حبیب قلوبنا، ابی القاسم محمد و آلہ الاطیبین الاطہرین المنتجبین۔ سیما علی امیرالمومنین و صدیقۃ الطاہرۃ سیدۃ النساء العالمین و الحسن و الحسین و سبطی الرحمۃ و اماحی الہدی و علی علی بن الحسین زین العابدین و محمد بن علی الباقر، و جعفر بن محمد الصادق و موسی بن جعفر الکاظم و علی بن موسی الرضا، و محمد بن علی الجواد، و علی بن محمد الہادی و الحسن بن علی العسکری والحجت القائم المہدی ؛ حججك علی عبادك و امنائك فی بلادك، و صل علی ائمۃ المسلمین و حماۃ المستضعفین وہداۃ المومنین۔ اوصیکم عباد اللہ بتقوی اللہ۔

شبہائے قدر کی آمد کے موقع پر تہران یونیورسٹی میں نماز جمعہ رہبر معظم وقائدِ انقلاب اسلامی حضرت آیت اللہ العظمیٰ سید علی خامنہ ای کی امامت میں منعقد ہوئی جس میں لاکھوں روزہ دار مؤمنین نے شرکت کی۔

شبہائے قدر ذکر و خشوع کی بہار

رہبر معظم و قائدِ انقلاب اسلامی حضرت آیت اللہ العظمیٰ سید علی خامنہ ای نے رمضان المبارک کے شب و روز بالخصوص شبہائے قدر کی مبارک ساعات کو ذکر و خشوع کی بہار اور ان ایام میں دعاؤں سے استفادہ کرنے کو بہترین موقع قرار دیتے ہوئے فرمایا:

"خداوند متعال کے ساتھ اُنس، ذکر و استغفار کا انسان کے دل پر حیرت انگیز اثر پڑتا ہے جس کی وجہ سے دنیا پرستی اور جاہ طلبی میں کمی اور خداوند متعال کی عظمت پر توجہ مرکوز ہو جاتی ہے"۔

نوعمر نوجوانوں کو پیغام

رہبر معظم و قائدِ انقلاب اسلامی حضرت آیت اللہ العظمیٰ سید علی خامنہ ای نے ان نوجوانوں کو جو بالغ اور سنِ شعور تک پہنچ گئے ہیں اور انھوں نے پہلی بار روزہ رکھا ہے مبارک باد پیش کرتے ہوئے فرمایا:

"شرعی ریاضت کا تجربہ نوجوانی اور جوانی میں روزہ رکھنا ہے جو تقوی حاصل کرنے کی بہترین مشق اور بہت ہی قیمتی امر ہے"۔

آپ نے رمضان المبارک میں معاشرے میں معنوی فضا کے فروغ، قرآنی محافل، قرآن مجید کی آیات میں تدبر و غور و فکر، ہفتہ احسان و نیکی میں غریبوں کی مدد اور روزہ داروں کی افطاری کو خلوص نیت و پاکیزگی کے اسباب قرار دیتے ہوئے فرمایا:

"اس قسم کے اُمور کی انجام دہی رمضان المبارک کے حقوق میں شامل ہے اور ان کو روز بروز توسیع و فروغ دینا چاہیے"۔

مسئلہ فلسطین و یوم القدس

رہبر معظم و قائدِ انقلاب اسلامی حضرت آیت اللہ العظمٰی سید علی خامنہ ای نے تہران میں نماز جمعہ کے خطبوں میں مسئلہ فلسطین کو علاقہ کا سب سے اہم مسئلہ قرار دیتے ہوئے فرمایا:

"ایران کی بیدار اور باشعور عوام گذشتہ سالوں کی طرح اس سال بھی یوم قدس کے موقع سڑکوں پر نکل کر دوسرے حریت پسند مسلمانوں کے ساتھ مظلوم فلسطینی عوام کے حقوق کا دفاع کریں گے"۔

رہبر معظم و قائدِ انقلاب اسلامی نے اسرائیل کی طرف سے غزہ پٹی اور مشرقی کنارے پر فلسطینیوں کے خلاف طاقت کے وحشیانہ استعمال کو اسرائیلی حکومت کی فلسطینی اور لبنانی مجاہدین کے مقابلے میں عبرت انگیز شکست قرار دیتے ہوئے فرمایا:

"غزہ میں حماس کی حکومت قانونی اور عوامی حکومت ہے جسے عوام نے انتخابات کے ذریعہ منتخب کیا ہے لیکن جمہوری تمدن کے علم بردار اس حقیقت کو نظر انداز کر کے صہیونی حکومت کی وحشیانہ کارروائی کی حمایت کرتے ہیں"۔

رہبر معظم و قائدِ انقلاب اسلامی حضرت آیت اللہ العظمٰی سید علی خامنہ ای نے یوم قدس کو بیت المقدس کے غاصبوں کے خلاف عالم اسلام کے مؤقف کے اعلان کا بہترین موقع قرار دیا اور عالمی یوم قدس کے اعلان میں امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ کی بصیرت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

"خداوند متعال کی مدد سے اس دن ایرانی عوام اور مسلمان قومیں فلسطینی عوام کا حق ادا کرتے ہیں اور اسلامی حکومتوں کو بھی حماس کی حکومت کی حمایت اور فلسطینی عوام کی مدد کے سلسلے میں اپنی ذمہ داری کو پورا کرنا چاہیے"۔

فضائل وکمالات کانمونہ

رہبر معظم و قائدِ انقلاب اسلامی حضرت آیت اللہ العظمیٰ سید علی خامنہ ای نے شبہائے قدر کی فضیلتوں اور برکتوں کی طرف اشارہ کیا اور امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالب علیہاالسلام کو فضائل وکمالات کا سب سے عظیم اور کامل نمونہ قرار دیتے ہوئے فرمایا:

" حکومت کے دوران امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالب علیہاالسلام کا ایک اہم کارنامہ معاشرے کی اخلاقی تربیت پر مبنی تھا کیونکہ امیر المومنین علیہ السلام معاشرے کی مشکلات اور انحراف کا اصلی سبب ناپسندیدہ اخلاق کو سمجھتے تھے"۔

رہبر معظم و قائدِ انقلاب اسلامینے، امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالب علیہاالسلام کے اس کلام سے جس میں امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا:

" دنیا طلبی اور اس سے وابستگی کو تمام مشکلات اور انحرافات کا اصلی سبب قرار دیا ہے"۔

رہبر معظم و قائدِ انقلاب اسلامی حضرت آیت اللہ العظمیٰ سید علی خامنہ ای نے اس عظیم نقطے کی جانب اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

" خداوند متعال نے دنیا کے سرشار وسائل کو اس لئے پیدا کیا ہے تا کہ انسان اس سے زیادہ سے زیادہ استفادہ حاصل کر سکے اگر خداوند متعال کے قوانین وضوابط پر اگر عمل کیا جائے تو یہ دنیا ممدوح ہے"۔

معاشرے میں انحراف کا سبب

رہبر معظم و قائدِ انقلاب اسلامی حضرت آیت اللہ العظمیٰ سید علی خامنہ ای نے فرمایا:
مذموم دنیا یہ ہے کہ قدرتی وسائل سے استفادہ کرنے میں خداوند متعال کے قوانین وضوابط پر عمل

نہ کیا جائے اور اس مذموم دنیا کے طرفدار اپنا زیادہ حق حاصل کرنے کے لئے دوسروں کے حقوق کو پامال کرتے ہیں اور خلقت کے اصلی ہدف سے غافل ہوجاتے ہیں۔

رہبر معظم و قائدِ انقلاب اسلامی نے معاشرے میں انحراف کا اصلی راز جاہ طلبی اور دنیا پرستی کو قرار دیتے ہوئے فرمایا:

"آج چونکہ بعض دنیا پرست انسانوں نے عالمی امور کی زمام اپنے ہاتھ میں لے رکھی ہے اس لئے وہ انسانوں کے حقوق کو پامال کرتے ہیں اور دنیا پرست انسان اپنے غیر انسانی مقاصد تک پہنچنے کے لئے جھوٹے پروپیگنڈے، جنگ اور فتنہ انگیز پالیسیوں سے بھی استفادہ کرتے ہیں"۔

رہبر معظم و قائدِ انقلاب اسلامی نے غبار آلودہ اور مبہم شرائط کو "شرائط فتنہ" قرار دیتے ہوئے فرمایا؛

"دنیا پرستوں کی طرف سے جب ایسے شرائط پیدا کئے جاتے ہیں تو اس وقت بعض افراد اپنی بصیرت کھو دیتے ہیں اور جاہلانہ تعصّبات کو فروغ ملتا ہے اس صورت حال میں ممکن ہے بعض افراد جو دنیا پرست نہیں بھی ہیں وہ بھی دنیا پرستوں کی سمت حرکت میں مصروف ہوجائیں"۔

رہبر معظم و قائدِ انقلاب اسلامی نے امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی دنیا کی تعمیر و ترقی کے سلسلے میں تلاش و کوشش کے ہمراہ ان کے زہد و تقوی کے جذبہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

"امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام دنیا پرستی اور جاہ طلبی کو مذموم سمجھتے تھے اور صرف تقوی و پرہیز گاری کو اس کا علاج قرار دیتے تھے کیونکہ تقوی کی بدولت انسان کے دل و جان میں ایک ایسا مقام پیدا ہوجاتا ہے جس کی بنا پر

انسان کے نزدیک تمام امور معمولی اور چھوٹے ہوجاتے ہیں"۔

قوم کی ثابت قدمی

رہبر معظم و قائدِ انقلاب اسلامی حضرت آیت اللہ العظمیٰ سید علی خامنہ ای نے انقلاب اسلامی کے اصولوں پر ایرانی عوام کی مسلسل پائداری کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

"یہ قوم اصولوں پر قیام کے ساتھ ساتھ اہل علم و تحقیق اور زمانہ شناس بھی ہے"۔

رہبر معظم نے دفاع مقدس کے دوران ایرانی عوام کی یکجہتی اور اتحاد کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

"ایرانی عوام ملک کی آبادای اور علمی پیشرفت وترقی کے دوران بھی پہلے کی طرح متحد ہے"۔

سیاسی پروپیگنڈوں

رہبر معظم و قائدِ انقلاب اسلامی حضرت آیت اللہ العظمیٰ سید علی خامنہ ای نے دشمن کی طرف سے سیاسی پروپیگنڈوں کے دوران عوام کی استقامت کی طرف جانب اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

"جب غیر ملکی عناصر نے اختلاف ڈالنے کا منصوبہ بنا رکھا تھا لوگ اس وقت اتحاد کا نعرہ لگاتے تھے اور جب دشمن کی خفیہ ایجنسیاں ملک کے بعض شہروں میں بحران پیدا کرنے کی کوشش میں مصروف تھیں تو اس وقت بھی ان کا مقابلہ کرنے کے لئے قوم پہلی صف میں موجود تھی"۔

جوہری پروگرام کے خلاف پروپیگنڈہ

رہبر معظم وقائدِ انقلاب اسلامی حضرت آیت اللہ العظمیٰ سید علی خامنہ ای نے دشمن کی جانب سے ایران کے جوہری پروگرام کے بارے میں پرپیگنڈہ کی طرف توجہ مرکوز کرتے ہوئے فرمایا کہ:

"جب دشمن نے ایران کے جوہری پروگرام کے بارے میں پرپیگنڈہ شروع کیا تو اس وقت بھی قوم نے بہترین ردعمل کا مظاہرہ کیا اور قوم کی یہ ہوشیاری، بیداری اور بصیرت قابل تعریف ہے"۔

انقلابِ اسلامی کا چوتھا عشرہ

رہبر معظم وقائدِ انقلاب اسلامی حضرت آیت اللہ العظمیٰ سید علی خامنہ ای نے کہا کہ انشاءاللہ، ایران کی عزیز قوم! استقامت و پائداری اور ہوشیاری کے ساتھ انقلاب اسلامی کے چوتھے عشرے کو پیشرفت و انصاف کے عشرے میں تبدیل کرے گی اور اس صورت میں ملک و قوم ہر قسم کے آسیب وخطرے سے محفوظ ہو جائیں گے۔

رہبر معظم وقائدِ انقلاب اسلامی نے تاکید کرتے ہوئے فرمایا:

"البتہ انقلاب اسلامی کے ذریعہ جن لوگوں کو چوٹ پہنچی ہے وہ انقلاب اسلامی کی مخالفت پر اسی طرح کمر بستہ رہیں گے۔لیکن عوام انقلاب اسلامی اور قومی مفادات کی حفاظت کے لئے ہوشیاری اور بیداری کے ساتھ بہترین راستہ انتخاب کرکے اس پر استقامت کا مظاہرہ کریں"۔

عوام و حکام میں اتحاد و یکجہتی

رہبر معظم و قائدِ انقلاب اسلامی حضرت آیت اللہ العظمیٰ سید علی خامنہ ای نے ممتاز شخصیات ، حکام اور عوام کے درمیان اتحاد کو ضروری اور اس کی اہمیت کو اجاگر کرتے ہوئے فرمایا:

" عوام کے درمیان سیاسی ،نفسیاتی اور امن و سلامتی کا مکمل احساس ہونا چاہیے دشمن بحران پیدا کرنے کی کوشش کر رہا ہے افسوس کہ ملک کے اندر بعض عناصر بھی غیر دانستہ طور پر اس بحران میں اضافہ کا موجب بنتے ہیں"۔

رہبر معظم و قائدِ انقلاب اسلامی نے بعض سیاسی شخصیات کے درمیان بے محل اور بے جا اظہارات پر عوام کی ناراضگی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

" ان چھوٹے چھوٹے مسائل کو ختم کر دینا چاہیے"۔

اسرائیلی عوام اور ایران کا موقف

رہبر معظم و قائدِ انقلاب اسلامی حضرت آیت اللہ العظمیٰ سید علی خامنہ ای نے اسرائیلی عوام کے بارے میں غلط نقطہ نظر کے بیان کرنے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: ایرانی عوام کو عیسائیوں ، یہودیوں اور دوسرے ادیان کے ساتھ کوئی مشکل نہیں ہے لیکن یہ بات جو کہی گئی ہے کہ:

" ہم اسرائیلی عوام کو دوسرے عوام کی طرح دوست رکھتے ہیں یہ بات بالکل غلط ہے کیونکہ اسرائیلی عوام غاصب ہیں وہ صہیونیوں کے آلہ کار ہیں انھوں نے فلسطینیوں کو ان کے گھروں سے نکال کر بے گھر کیا ہے وہ صہیونیوں کے جرائم

میں شریک ہیں۔اوراس سلسلے میں جمہوری اسلامی ایران کا ایک ٹھوس اور مضبوط و مستحکم موقف ہے"۔

رہبر معظم و قائدِ انقلاب اسلامی نے اسرائیلی عوام کے بارے میں غلط اظہارات کو بیہودہ اور بحران آفرین قرار دیتے ہوئے فرمایا، یہ غلط بات ختم ہوچکی ہے اوراس قسم کی غلط بات کا پیچھا کرنے کی اب کوئی ضرورت نہیں ہے۔

غیر منصفانہ اعتراضات

رہبر معظم و قائدِ انقلاب اسلامی نے بحران پیدا کرنے والے نکات میں سے بعض کو حکومت پر ہونے والے اعتراضات اور انتخابات سے متعلق قرار دیتے ہوئے فرمایا:

البتہ صدارتی انتخابات میں ابھی کافی وقت باقی ہے۔اور انتخابات سے متعلق مسائل سے مناسب وقت پر عوام کو آگاہ کیا جائے گا۔لیکن حکومت پر ہونے والے بعض اعتراضات غیر منصفانہ ہیں۔رہبر معظم و قائدِ انقلاب اسلامی نے فرمایا کہ:

"ملک کے مسائل ومشکلات جیسے مہنگائی وغیرہ کے سنجیدہ حل کے سلسلے میں اگر کسی کے پاس کوئی تجویز ہے تو وہ خصوصی اداروں کو پیش کریں لیکن بعض مغربی ممالک کی طرح ڈیموکریسی کے نام پر ان مسائل کو حکومت یا حکام کی تخریب کا بہانہ نہیں بنانا چاہیے"۔

رہبر معظم و قائدِ انقلاب اسلامی حضرت آیت اللہ العظمٰی سید علی خامنہ ای نے ممتاز شخصیات پر زور دیا کہ:

" وہ منصفانہ طور پر خیالات کا اظہار کریں موجودہ فضا میں اظہار نظر کی مکمل آزادی ہے لیکن اظہار نظر غیر منصفانہ اور دوسروں کی تخریب پر مبنی نہیں ہونا

چاہیے“۔

اسی طرح رہبر معظم وقائدِ انقلاب اسلامی حضرت آیت اللہ العظمیٰ سید علی خامنہ ای نے ممتاز شخصیات کے درمیان غیر منصفانہ اخلاق کے رواج پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا:

”تمام احزاب، حکام اور اشخاص کو اپنی رفتار اور گفتار پر نظر رکھنی چاہیے۔ سیاسی افراد اور ممتاز شخصیات کو یہ حقیقت مدنظر رکھنی چاہیے کہ عوام بھی اس عمل سے ناراض ہیں اور وہ تخریبی حرکات سے دور رہ کر شعوری و آزادانہ طور پر فیصلے کرتے ہیں“۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

❁❁❁❁❁

خطبہ جمعہ (۹)

فلسفہ انتخابات اور مفصل صدارتی لائحہ عمل

(تہران، ۱۹ جون ۲۰۰۹ء)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الحمد للہ رب العالمین۔ والصلاۃ و السلام علی سیدنا و نبینا و حبیب قلوبنا، ابی القاسم محمد و آلہ الاطیبین الاطھرین المنتجبین۔ سیما علی امیرالمومنین و صدیقۃ الطاھرۃ سیدۃ النساء العالمین و الحسن و الحسین و سبطی الرحمۃ و اماھی الھدی و علی علی بن الحسین زین العابدین و محمد بن علی الباقر، و جعفر بن محمد الصادق و موسی بن جعفر الکاظم و علی بن موسی الرضا، و محمد بن علی الجواد، و علی بن محمد الھادی و الحسن بن علی العسکری والحجت القائم المھدی ؛ حججك علی عبادك و امنائك فی بلادك، و صل علی ائمۃ المسلمین و حماۃ المستضعفین وھداۃ المومنین۔ اوصیکم عباد اللہ بتقوی اللہ۔

ذکرِ الٰہی اور ایمان کی تاثیر

رہبر معظم و قائدِ انقلاب اسلامی حضرت آیت اللہ العظمیٰ سید علی خامنہ ای نے نماز جمعہ

کے پہلے خطبے میں مومنین کے قلبی ومعنوی سکون واطمینان کے سلسلے میں ذکر الٰہی اور ایمان کی تاثیر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

"مختلف حوادث جو دلوں کو تشویش و اضطراب میں مبتلا کر دیتے ہیں اُس وقت اللہ تعالی کی یاد اور اس کے ذکر کی پناہ لینا چاہئے اور اللہ تعالی کے وعدوں پر اعتماد اور بھروسہ رکھنا چاہئے، ایسی صورت میں اللہ تعالی مومنین پر معنوی سکون و اطمینان نازل کرے گا اور یہ سکون واطمینان دلوں کی قوت اور قدم کے استحکام کا باعث بنے گا"۔

انقلابی سفینہ اور حوادث

رہبر معظم وقائدِ انقلاب اسلامی حضرت آیت اللہ العظمٰی سید علی خامنہ ای نے اسلامی انقلاب کی کامیابی کی ابتدا سے لے کر اب تک رونما ہونے والے گونا گوں حوادث کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

"ان حوادث اور طوفانوں میں سے ہر ایک کی اتنی طاقت تھی کہ ایک قوم اور نظام کو اکھاڑ پھینکے لیکن یہ مضبوط کشتی مؤمن عوام کے مضبوط و مستحکم ایمان اور ارادوں پر استوار ہے ان طوفانوں میں ذرا برابر متزلزل نہیں ہوئی جس سے الٰہی عنایات اور رحمتوں کے نزول کا اندازہ ہوتا ہے"۔

ذکرِ خدا سے غفلت

رہبر معظم وقائدِ انقلاب اسلامی حضرت آیت اللہ العظمٰی سید علی خامنہ ای نے ذکر خدا سے غفلت اور غرور کو رحمت الٰہی کے ختم ہونے کا باعث قرار دیتے ہوئے فرمایا:

"ہوشیار رہنا چاہئے کہ سیاسی ہیجانات اور قیاس آرائیاں جو ایک آزاد ملک میں فطری بات ہے، کہیں ہمیں خدا کے ذکر اور بنیادی مقصد سے منحرف نہ کر دیں"۔

فرصتوں سے فائدہ اُٹھائیں

رہبر معظم و قائدِ انقلاب اسلامی حضرت آیت اللہ العظمیٰ سید علی خامنہ ای نے جوانوں کی معنویت اور ایمان کی طرف توجہ دلائی اور تمام افراد بالخصوص جوانوں کو معنوی فرصتوں سے بھرپور فائدہ اٹھانے کی درخواست کرتے ہوئے فرمایا:

"رجب کا مہینہ قریب ہے یہ مہینہ معرفت کا بہت بڑا دریا ہے اس سے فائدہ اٹھائیں"۔

مدد و نصرت پر اعتماد

رہبر معظم و قائدِ انقلاب اسلامی حضرت آیت اللہ العظمیٰ سید علی خامنہ ای نے آج تہران میں اتحاد و یکجہتی پر مبنی اور تاریخی نماز جمعہ کے خطاب میں:

"خداوند متعال کی یاد، اس کی مدد و نصرت پر اعتماد اور اطمینان و سکون میں مزید اضافہ کو گذشتہ 30 برسوں میں ایران کی مومن قوم کا خطرناک طوفانوں سے گزرنے کا سب سے اہم اور اصلی عامل قرار دیا"۔

مفصل صدارتی انتخابی لائحہ عمل

رہبر معظم و قائدِ انقلاب اسلامی حضرت آیت اللہ العظمیٰ سید علی خامنہ ای نے انتخابات

میں رقابتوں اور اس کے بعد رونما ہونے والے مختلف پہلوؤں کی واضح اور روشن تشریح کرتے ہوئے فرمایا:

22 خرداد (مطابق 12 جون) کے صدارتی انتخابات میں قوم کی بے مثال اور شاندار شرکت، قومی اعتماد، شادابی اور امید کی عظیم نمائش، دشمنوں کے لئے سیاسی زلزلہ اور انقلاب و ایران کے دوستوں کے لئے تاریخی جشن و سرور تھا اور انتخابات میں 40 ملین شرکت کرنے والے ووٹروں نے امام (رہ)، انقلاب اور شہداء کو ووٹ دیئے ہیں اور چاروں محترم امیدوار بھی اسلامی نظام سے متعلق افراد ہیں لہٰذا سب کو قوانین کے دائرے میں رہ کر مسائل کو حل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

رہبر معظم و قائدِ انقلاب اسلامی حضرت آیت اللہ العظمیٰ سید علی خامنہ ای نے نماز جمعہ کے دوسرے خطبے کے دوران عوام کے احساسات و جذبات اور تکبیروں کی گونج میں انتخابات سے متعلق گونا گوں مسائل کی وضاحت و تشریح کے ہمراہ" قوم، صدارتی امیدواروں، ممتاز شخصیات، سیاسی افراد" نیز مغربی سامراجی حکومتوں کے بعض رہنماؤں کو مخاطب کرتے ہوئے الگ الگ مطالب بیان کئے۔

عوام کی بھرپور شرکت

رہبر معظم و قائدِ انقلاب اسلامی حضرت آیت اللہ العظمیٰ سید علی خامنہ ای نے ایران کی مؤمن و آگاہ قوم کی تجلیل اور 22 خرداد مطابق 12 جون کے انتخابات میں 40 ملین کے قریب ووٹروں کی شرکت کو عوام کی انتخابات میں بھرپور شرکت، ذمہ داری کا احساس اور عظیم عوامی نمائش قرار دیتے ہوئے فرمایا:

”اسلامی نظام کے ساتھ عوام کی ولولہ انگیز محبت اور والہانہ لگاؤ اور انتخابات میں عوام کی 85 فیصد شرکت اسلامی جمہوری نظام اور ایرانی عوام پر ولی عصر امام زمانہ علیہ السلام کی خاص عنایت اور خداوند متعال کی رحمت اور اس کے فضل و کرم کا مظہر ہے“۔

جوان نسل اور سیاسی بیداری

رہبر معظم و قائدِ انقلاب اسلامی حضرت آیت اللہ العظمیٰ سید علی خامنہ ای نے دسویں صدارتی انتخابات میں ملک بھر میں جوانوں کے ذوق وشوق اور شعور سے لبریز شرکت کو جوانوں کی موجودہ نسل میں انقلاب کی پہلی نسل کے سیاسی بیداری و ذمہ داری کے احساس و استمرار کا مظہر قرار دیتے ہوئے فرمایا:

”میں دل کی گہرائی سے ایرانی عوام اور اپنے جوانوں کی عظمت کے سامنے تواضع اور انکساری کا اظہار کرتا ہوں“۔

رہبر معظم و قائدِ انقلاب اسلامی نے عوام کے مختلف سلیقہ و انداز اور صدارتی انتخابات میں ان کی طرف سے مختلف امیدواروں کو ووٹ دینے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

عوام کی متضاوت اور مختلف آراء کے پس پردہ ملک اور اسلامی نظام کی حفاظت کا مجموعی احساس اس طرح موجیں مارتا نظر آتا ہے کہ مرد و عورت، پیر و جوان، مختلف مذاہب کے پیروکار، اقوام اور دیہاتی وشہری سب نے ملکر اس تاریخی اور نا قابل فراموش واقعہ کو رقم کیا ہے جو ایران اور انقلاب کے دشمنوں کے لئے سیاسی زلزلہ اور دنیا میں ایرانی قوم کے دوستوں کے لئے تاریخی اور حقیقی جشن شمار ہوتا ہے۔

حقیقی عظمت

رہبر معظم و قائدِ انقلاب اسلامی حضرت آیت اللہ العظمیٰ سید علی خامنہ ای نے 22 خرداد (12 جون) کے انتخابات کو انقلاب، امام خمینیؒ اور شہیدوں کے ساتھ قوم کی عظیم وفاداری کا مظہر قرار دیتے ہوئے فرمایا:

"عوام کی اس عظیم شرکت کی بدولت انقلاب اسلامی نے پیشرفت و ترقی اور سربلندی کے لئے تازہ سانس لی ہے اور اسلامی نظام کے دشمنوں کے سامنے دینی عوامی اور جمہوری حکومت کی حقیقی عظمت کو پیش کیا ہے"۔

سامراجی ذرائع ابلاغ

رہبر معظم و قائدِ انقلاب اسلامی حضرت آیت اللہ العظمیٰ سید علی خامنہ ای نے صدارتی انتخابات میں قومی اعتماد، شادابی، آزادی اور امید کے ہمراہ شرکت کو سامراجی ذرائع ابلاغ کی معاندانہ تبلیغات کے جواب میں ایرانی قوم کا جواب قرار دیتے ہوئے فرمایا:

"اسلامی نظام پر قوم کا اعتماد 22 خرداد کے انتخابات میں ایک بار پھر نمایاں ہوا جبکہ اسلام و ایران کے دشمن انتخابات کے بارے میں شک و تردید پیدا کر کے قومی اعتماد کو متزلزل کرنے کی کوشش میں مصروف ہیں تا کہ عوام کی عظیم شرکت کو کم کر کے اسلامی نظام کی مشروعیت اور اس کے جواز پر سوالیہ نشان لگا دیں، اگر وہ اپنے اس شوم مقصد میں کامیاب ہو جائیں تو اس نقصان و زیان کا ازالہ ناممکن ہو جائے گا"۔

رہبر معظم نے 22 خرداد کے انتخابات کے بارے میں کئی ماہ پہلے سے سامراجی میڈیا

کی طرف سے دھاندلی کے پروپیگنڈے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

"میں نے یکم فروردین کی تقریر میں ملک کے اندر اپنے دوستوں کو ہدایت کی تھی دھاندلی کے بارے میں دشمن کی بات کو نہ دہرائیں کیونکہ وہ اس اعتماد پر سوالیہ نشان لگانا چاہتا ہے جو نظام نے حکام اور ان کی کارکردگی کی بدولت گزشتہ 30 برسوں میں حاصل کیا ہے"۔

ٹی وی پر مناظرات

رہبر معظم و قائدِ انقلاب اسلامی حضرت آیت اللہ العظمیٰ سید علی خامنہ ای نے امیدواروں کی انتخاباتی تبلیغات کے دوران رقابتوں کو سنجیدہ، آزاد اور ٹی وی مناظرات کو صاف وشفاف اور صریح قرار دیتے ہوئے فرمایا:

"صدارتی انتخابات میں چاروں امیدواروں کی باہمی رقابت درحقیقت اسلامی نظام کے حامی افراد کی باہمی رقابت تھی جبکہ صہیونی ذرائع ابلاغ جھوٹ اور بے بنیاد پروپیگنڈے کے ذریعہ اس رقابت کو اسلامی نظام کے حامیوں اور مخالفوں کی رقابت قرار دینے کی کوشش کرتے تھے"۔

صدارتی امیدواروں کی معلومات

رہبر معظم و قائدِ انقلاب اسلامی حضرت آیت اللہ العظمیٰ سید علی خامنہ ای نے صدارتی انتخابات میں حصہ لینے والے چاروں افراد کے بارے میں اپنی وسیع معلومات اور قریبی شناخت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

"ان میں ایک امیدوار موجودہ خدمت گذار، محنتی اور مورد اعتماد صدر ہیں

دوسرے امیدوار آٹھ سال تک میری صدارت میں وزیر اعظم رہ چکے ہیں تیسرے امیدوار سپاہ پاسداران انقلاب اسلامی کے کمانڈر اور دفاع مقدس کے اصلی کمانڈروں میں شامل رہے ہیں اور چوتھے امیدوار دومرتبہ پارلیمنٹ کے اسپیکر رہ چکے ہیں یہ تمام امیدوار اسلامی نظام کے حامی اور اسلامی نظام سے متعلق ہیں لہٰذا امریکی، برطانوی اور صہیونی میڈیا کے گمراہ کن پروپیگنڈوں کے برعکس ان کی رقابت درحقیقت اسلامی نظام کے حامیوں کی باہمی رقابت ہے"۔

امیدواروں کے نظریات

رہبر معظم و قائدِ انقلاب اسلامی حضرت آیت اللہ العظمیٰ سید علی خامنہ ای نے چاروں امیدواروں کے نظریات، سیاسی مؤقف اور پروگراموں میں اختلاف کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

"سیاسی نقطہ نگاہ اور نظریات کا یہ اختلاف، نظام کے دائرے کے اندر ہے، البتہ میں ان میں بعض کو اسلامی نظام کی خدمت کے لئے زیادہ مناسب سمجھتا ہوں تاہم میں نے اپنا نظریہ عوام کے سامنے ظاہر نہیں کیا اور نہ ہی اس کا عوام کے سامنے اظہار کرنا ضروری تھا کہ عوام اس کے مطابق عمل کرتے کیونکہ انتخابات عوام کا حق ہے اور اس کے نتائج عوام کی تشخیص اور رائے کی بنیاد پر ہوتے ہیں"۔

اہم پیش رفت

رہبر معظم و قائدِ انقلاب اسلامی حضرت آیت اللہ العظمٰی سید علی خامنہ ای نے ٹی وی پر براہ راست نشر کئے جانے والے مناظروں کو بہت ہی اچھا، اہم، نیا اور دلچسپ قدم قرار دیتے ہوئے فرمایا:

"مناظرے صاف وشفاف، سنجیدہ و دوٹوک اور اغیار کے ان پروپیگنڈوں کو غیر مؤثر بنانے میں اہم ثابت ہوئے جن میں انتخابی مقابلہ کو غیر حقیقی قرار دیا جا رہا تھا"۔

مناظروں کے مثبت نکات

رہبر معظم و قائدِ انقلاب اسلامی حضرت آیت اللہ العظمٰی سید علی خامنہ ای نے وضاحت ،صراحت، سنجیدگی اور تنقید کے سیلاب کے سامنے افراد کی جوابدہی اور دفاع پر مجبور ہونے اور احزاب و گروہوں کے موقف کے واضح ہونے کو مناظروں کے مثبت نکات شمار کرتے ہوئے فرمایا:

"مناظرے اور دیگر تبلیغاتی پروگرام دیکھ کر عوام کو فیصلے کی طاقت وتوانائی ملی، انہیں محسوس ہوا کہ اسلامی نظام میں اندرونی اور بیرونی معاملہ نہیں ہے یہ نظام عوام کو غیر نہیں سمجھتا بلکہ حقیقی معنی میں عوام کو آ گاہانہ انتخاب کا حق دیتا ہے"۔

فکری و ذہنی شراکت

رہبر معظم و قائدِ انقلاب اسلامی حضرت آیت اللہ العظمٰی سید علی خامنہ ای نے آزادی

بیان، ذہنوں کی تربیت اور قوم کی انتخابی صلاحیت میں اضافے کو مناظروں کے دیگر مثبت نتائج قرار دیا اور مناظروں کے موضوعات کے سڑکوں پر اور گھروں کے اندر تک پہنچ جانے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

"گذشتہ انتخابات کی نسبت موجودہ انتخابات دس ملین ووٹروں کا اضافہ یقینا انتخابات میں عوام کی فکری و ذہنی شراکت کا ایک اہم نتیجہ تھا جس کی بنا پر عوام نے انتخابات میں بھر پور شرکت کی، اس لحاظ سے مناظرے پسندیدہ ثابت ہوئے"۔

تعمیر مناظرے

رہبر معظم و قائدِ انقلاب اسلامی حضرت آیت اللہ العظمٰی سید علی خامنہ ای نے اعلی عہدیداروں کی سطح پر مناظروں کے جاری رکھنے کو ضروری قرار دیتے ہوئے فرمایا:

"مناظروں کو عیوب ونقائص اور منفی اثرات سے پاک کر کے جاری رکھنا چاہیے تاکہ تمام لوگ اور عہدیدار خود کو عوام کے سامنے تنقید اور جواب دینے کی پوزیشن میں محسوس کریں"۔

مناظرہ تخریبی

رہبر معظم و قائدِ انقلاب اسلامی حضرت آیت اللہ العظمٰی سید علی خامنہ ای نے مناظروں کے عیب ونقائص اور منفی پہلوؤں کی جانب اشارہ کرتے ہوئے بغض و کدورت و کینہ پیدا ہونے، افواہوں کا سہارا لینے، بحثوں میں منطقی پہلوؤں کی کمی اور جذباتی اور ہٹ دھرمی و غصہ پیدا کرنے کو مناظروں میں دونوں فریقوں کا نقص قرار دیا اور ان عیوب ونقائص کے

بارے میں اپنی ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا:

"اس بات پر افسوس ہے کہ بعض اوقات مناظرہ تخریبی رخ نمایاں ہوتا تھا اور موجودہ حکومت کی کارکردگی کو مبالغے کے ساتھ سیاہ و تاریک ظاہر کیا جاتا اور دوسری طرف سے گزشتہ حکومتوں کی کارکردگی اور عمل کو سیاہ و تاریک قرار دیا جا رہا تھا جس کے نتیجے میں امیدواروں کے حامیوں کے درمیان سخت تشویش و اضطراب پیدا ہوجاتا تھا"۔

مناظرے اور اخلاقیات

رہبر معظم و قائدِ انقلاب اسلامی حضرت آیت اللہ العظمیٰ سید علی خامنہ ای نے عیب و نقائص بیان کرنے میں مناظرے کے دونوں فریقوں کو قصوروار ٹھہراتے ہوئے فرمایا:

"ایک فریق ملک کے قانونی صدر کی آشکارا اور شرمناک انداز میں توہین کر رہا تھا، بہتان اور الزام عائد کر رہا تھا اور حکومت کی چار سالہ کارکردگی کو غلط پیش کر کے عوامی و جمہوری صدر کو جھوٹا، غاصب اور نالائق کہہ رہا تھا اور اخلاقیات و قانون و انصاف کو پیروں تلے روندر رہا تھا تو دوسرا فریق بھی ایسے ہی اقدامات کے ذریعہ انقلاب کی تیس سالہ درخشاں کارکردگی کو بے ثمر کرنے کی کوشش میں تھا اور ایسی شخصیتوں پر انگلی اٹھا رہا تھا جنھوں نے اسلامی نظام کی راہ میں اپنی پوری عمریں گزاری ہے اور ایسے الزامات کا ذکر کر رہا تھا جو ابھی قانونی مراکز میں ثابت نہیں ہوئے ہیں"۔

رہبر معظم و قائدِ انقلاب اسلامی حضرت آیت اللہ العظمیٰ سید علی خامنہ ای نے جناب ہاشمی رفسنجانی اور جناب ناطق نوری کے نزدیکی افراد کی مالی بدعنوانیوں کا مناظروں میں تذکرہ

کرنے پر تنقید کرتے ہوئے فرمایا:

"البتہ کسی نے ان دونوں حضرات پر مالی بدعنوانی کا الزام عائد نہیں کیا ہے اگر ان کے اعزاء کے متعلق بھی کوئی الزام ہے تو اسے قانونی مراکز اور طریقوں سے ثابت ہونے سے قبل میڈیا کے سامنے پیش نہیں کیا جا سکتا کیونکہ اس سے معاشرے بالخصوص نوجوان نسل کے ذہنوں میں غلط تاثر پیدا ہوگا"۔

ہاشمی رفسنجانی کی خدمات

رہبر معظم نے جناب ہاشمی رفسنجانی سے اپنی پچاس سالہ آشنائی اور انقلاب و نظام کے لئے ان کی خدمات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

" جناب ہاشمی رفسنجانی شاہی ظلم و استبداد کے خلاف جد وجہد کے زمانے میں تحریک کے انتہائی اہم اور بنیادی ارکان میں شامل تھے اور انقلاب کے بعد وہ حضرت امام خمینیؒ کے انتہائی با اثر ساتھیوں میں تھے، وہ متعدد بار درجہ شہادت کے قریب پہنچ گئے۔ امام خمینیؒ کی رحلت کے بعد سے اب تک وہ رہبری کے ساتھ ساتھ رہے ہیں"۔

رہبر معظم و قائدِ انقلاب اسلامی نے فرمایا:

" جناب ہاشمی، انقلاب سے قبل اپنا مال و متاع انقلاب اسلامی کی تحریک میں صرف کرتے رہے اور گزشتہ تیس برسوں کے دوران بھی انہوں نے بہت سی ذمہ داریاں سنبھالیں اور حساس ترین مواقع پر انقلاب اور نظام کی خدمت میں حاضر رہے، انہوں نے کبھی بھی انقلاب سے اپنے لئے دولت جمع نہیں کی، عوام کو چاہئے کہ وہ ان حقائق پر توجہ دیں"۔

رہبر معظم و قائدِ انقلاب اسلامی نے اس کے ساتھ ہی متعدد امور میں جناب ہاشمی رفسنجانی سے اپنے اختلاف نظر کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

"یہ اختلاف نظر فطری بات ہے، عوام کو اس سے کسی غلط فہمی میں مبتلا نہیں ہونا چاہئے اور کسی الگ انداز سے نہیں سوچنا چاہئے"۔

رہبر معظم و قائدِ انقلاب اسلامی نے فرمایا:

" جناب ہاشمی اور صدر مملکت کے درمیان **1384** ہجری شمسی (دو ہزار پانچ عیسوی) سے ہی خارجہ پالیسی، سماجی انصاف کے نفاذ کے طریقے اور بعض ثقافتی مسائل کے سلسلے میں اختلاف نظر رہا ہے، البتہ صدر مملکت کے نظریات میرے نظریات سے قریب تر ہیں"۔

رہبر معظم و قائدِ انقلاب اسلامی حضرت آیت اللہ العظمیٰ سید علی خامنہ ای نے جناب ناطق نوری کو بھی انقلاب کی انتہائی خدمت گزار شخصیت قرار دیتے ہوئے فرمایا:

" نظام اور انقلاب سے جناب ناطق کے قلبی لگاؤ میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہے"۔

حکومت متنبہ ہو

رہبر معظم و قائدِ انقلاب اسلامی حضرت آیت اللہ العظمیٰ سید علی خامنہ ای نے مناظرے کے عیوب ونقائص برطرف کرنے کی ضرورت پر مزید تاکید کرتے ہوئے فرمایا:

" میں نے انہی دنوں مناظرے کے بعد صدر مملکت کو متنبہ کیا تھا کیونکہ مجھے معلوم تھا کہ وہ مان جائیں گے"۔

سوالیہ نشان

رہبر معظم انقلاب اسلامی نے مالی بدعنوانیوں پر نظر رکھنے اور اس کے خلاف اقدام سے متعلق اسلامی نظام کے موقف کا اعادہ کرتے ہوئے فرمایا:

" اگر ملک میں اقتصادی بدعنوانی نہ ہوتی تو کچھ سال قبل میں ریاست کے تینوں ستونوں (مجریہ، مقننہ، عدلیہ) کے نام آٹھ نکاتی خط نہ لکھتا، البتہ اس میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے کہ اسلامی جمہوریہ دنیا کا سب سے صحت مند سیاسی و سماجی نظام ہے اور صیہونی مراکز اور اداروں کا حوالہ دیکر ملک پر بدعنوانی کا الزام عائد نہیں کرنا چاہئے اور حکام اور افراد پر مالی بدعنوانی کے سلسلے میں سوالیہ نشان نہیں لگانا چاہئے"۔

حقیقت بدل نہیں سکتی

رہبر معظم و قائدِ انقلاب اسلامی حضرت آیت اللہ العظمیٰ سید علی خامنہ ای نے مزید فرمایا:

" ایران کی عزیز قوم نے بارہ جون کو عالمی سطح پر ایک اہم اور تاریخی کارنامہ انجام دیا لیکن بعض دشمن عناصر، اسلامی نظام کی اس نمایاں اور عظیم کامیابی کو قومی شکست میں تبدیل کر دینا چاہتے ہیں اور انتخابات کو مشکوک قرار دیکر اس کوشش میں ہیں کہ عالمی سطح پر انتخابات میں عظیم عوامی شراکت ایرانی قوم کے نام ثبت نہ ہوجائے حالانکہ وہ ثبت ہو چکی ہے اور اب اس حقیقت کو کوئی بدل نہیں سکتا"۔

انقلاب اور نظامِ حکومت

رہبر معظم و قائدِ انقلاب اسلامی حضرت آیت اللہ العظمٰی سید علی خامنہ ای نے اس حصہ میں قوم کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

"چاروں امیدواروں کو ووٹ دینے والے تمام افراد انقلاب اور نظام کے حامی اور نظام سے وابستہ ہیں، انشاء اللہ انہیں اجر الٰہی نصیب ہوگا، لہٰذا یہ کہنا چاہیے کہ انقلاب کو **40** ملین ووٹ ملے ہیں نہ کہ **24** ملین **5** لاکھ کہ جو منتخب صدر نے حاصل کئے ہیں"۔

خیانت کی گنجائش نہیں

رہبر معظم و قائدِ انقلاب اسلامی حضرت آیت اللہ العظمٰی سید علی خامنہ ای نے تاکید کرتے ہوئے فرمایا:

عوام کو مکمل اطمینان حاصل ہے اور امیدواروں کے بعض حامیوں کو بھی اطمینان رکھنا چاہیئے کہ اسلامی جمہوری نظام عوام کے ووٹوں میں خیانت نہیں کرسکتا اور نہ ہی ہمارے ملک میں انتخابات کے نظام میں اس کی کوئی گنجائش ہے، اور وہ بھی تقریباً **11** ملین ووٹوں کی دھاندلی۔!

رہبر معظم و قائدِ انقلاب اسلامی نے فرمایا:

"پھر بھی میں نے نگراں کونسل پر زور دیا ہے کہ شکوک وشبہات میں مبتلا افراد کی جانب سے پیش کی جانے والی ٹھوس شکایتوں کا مکمل طور پر جائزہ لیں اور اگر کہیں ووٹوں کی دوبارہ گنتی کی ضرورت پڑے تو امیدواروں کے نمائندوں کی

موجودگی میں یہ کام انجام دیا جائے"۔

ملکی اداروں پر اعتماد

رہبر معظم و قائدِ انقلاب اسلامی حضرت آیت اللہ العظمٰی سید علی خامنہ ای نے شکایتیں پیش کرنے کے لئے قانونی اداروں کو واحد راستہ قرار دیتے ہوئے فرمایا:

" میں غیر قانونی بدعتوں کے دباؤ میں نہیں آؤں گا کیونکہ فطری بات ہے کہ ہر انتخابات میں بعض افراد کامیاب نہیں ہوتے، اگر آج قانون کو نظر انداز کر دیا گیا تو مستقبل میں کسی بھی انتخابات پر اعتماد باقی نہیں رہے گا"۔

رہبر معظم و قائدِ انقلاب اسلامی نے انتخابات سے متعلق شکایتوں کا جائزہ لینے سے مخصوص قانون کے جامع ہونے کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

" قانون نے جس طرح امیدواروں کو نگرانی اور شکایت کرنے کا حق دیا ہے، شکایتوں کا جائزہ لینے کی راہ بھی معین کر دی ہے، سارے کام قانونی طریقہ سے ہونے چاہئیں۔"

ملکی ذمہ دار شخصیات سے خطاب

رہبر معظم و قائدِ انقلاب اسلامی حضرت آیت اللہ العظمٰی سید علی خامنہ ای نے نماز جمعہ کے دوسرے خطبہ میں اسی طرح سیاسی شخصیات، امیدواروں اور سیاسی جماعتوں اور احزاب کے سربراہوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

" یہ ملک کے لئے ایک حساس اور تاریخی مرحلہ ہے، آپ دنیا، مشرق وسطی اور ہمسایہ ممالک کی حالت پر نظر ڈالئے، دنیا کی معاشی صورت حال سے بھی ثابت

ہوتا ہے کہ ہم انتہائی تاریخی موڑ پر پہنچ گئے ہیں، لہٰذا ہم سب کا فرض ہے کہ اس تاریخی مرحلے میں ہوشیاری اور توجہ سے کام لیں اور کسی غلطی کا ارتکاب نہ کریں۔"

انتہا پسندانہ رویوں سے محتاط

رہبر معظم وقائدِ انقلاب اسلامی حضرت آیت اللہ العظمیٰ سید علی خامنہ ای نے فرمایا:
" عوام نے انتخابات کے سلسلے میں اپنا فریضہ اچھی طرح پورا کیا ہے، اب جو سیاستدانوں اور عوامی رہنماؤں کو بھی اپنی رفتار و گفتار کے سلسلے میں بہت محتاط رہنا چاہیے کیونکہ ان کی معمولی سی انتہا پسندی، عوامی انتہا پسندی کے حساس اور خطرناک مرحلے میں پہنچ جائے گی جس کے ایسے خطرناک نتائج برآمد ہو سکتے ہیں جن پر وہ خود بھی قابو نہیں پا سکیں گے"۔
رہبر معظم وقائدِ انقلاب اسلامی حضرت آیت اللہ العظمیٰ سید علی خامنہ ای نے فرمایا:
" انتہا پسندانہ حرکت سے دوسروں کی انتہا پسندی کا موقع ملے گی۔ اگر سیاسی شخصیات نے قانون شکنی کی کوشش کی تو دانستہ یا غیر دانستہ طور پر وہ بد امنی، بحران اور لاقانونیت کے ذمہ دار ہوں گے"۔

وسیع القلبی کا مظاہرہ

رہبر معظم وقائدِ انقلاب اسلامی حضرت آیت اللہ العظمیٰ سید علی خامنہ ای نے فرمایا:
" میں ان تمام قدیمی دوستوں اور بھائیوں سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ وسیع

القلبی کا ثبوت دیتے ہوئے خود کو قابو میں رکھیں اور دشمن کے ہاتھوں آلہ کار نہ بنیں اور گھات میں بیٹھے بھوکے بھیڑیوں کو دیکھیں جنھوں نے اپنے چہرے سے اب سفارت کاری کی نقاب اُٹھادی ہے غفلت سے کام نہ لیں"۔

رہبر معظم وقائدِ انقلاب اسلامی نے فرمایا؛ ان افراد کو چاہیے کہ وہ اللہ تعالی کی بارگاہ میں اپنے عمل کی جوابدہی کے بارے میں غور کریں اور رہبر کبیر انقلاب اسلامی امام خمینیؒ کی آخری وصیتوں کو یاد کریں جن میں انھوں نے فرمایا ہے کہ

"سب کو چاہیے کہ قانون کو فصل الخطاب قرار دیں"۔

فلسفہ انتخابات

رہبر معظم وقائدِ انقلاب اسلامی حضرت آیت اللہ العظمٰی سید علی خامنہ ای نے فرمایا:

"انتخابات کرانے کا فلسفہ یہ ہے کہ تمام اختلافات بیلٹ بکس پر حل جائیں انتخابات اس لئے کرائے جاتے ہیں تا کہ بیلٹ بکس کے ذریعہ پتہ چل جائے کہ عوام کیا چاہتے ہیں نہ کہ سڑکوں پر اختلاف حل کئے جائیں"۔

رہبر معظم وقائدِ انقلاب اسلامی نے فرمایا:

"اگر یہ ہونے لگے کہ ہر دفعہ انتخابات کے بعد کامیاب نہ ہونے والا فریق سڑکوں پر نکل آئے اور دوسری طرف کامیاب فریق بھی اپنے حامیوں کو لے کر سڑکوں پر آجائے تو پھر سرے سے انتخابات کی ضرورت ہی کیا ہے؟ اور عوام کی کیا خطا ہے کہ ہمارے ان اقدامات سے اپنے کاروبار اور روزمرہ کی زندگی میں مشکلات سے دو چار ہوں"۔

ناخوشگوار واقعات اور سنگین نتائج کا ذمہ دار کون؟

رہبرِ معظم و قائدِ انقلاب اسلامی حضرت آیت اللہ العظمیٰ سید علی خامنہ ای نے فرمایا:

"سڑکوں کے اجتماعات دراندازی کرنے والوں اور دہشت گردوں اور دہشت گردانہ کارروائیوں کے لئے بہترین جگہ ہے۔ اگر ان اجتماعات میں کوئی دہشت گردانہ واقعہ رونما ہو جائے تو اس کا ذمہ دار کون ہوگا؟ یہ عام لوگ اور بسیج سے وابستہ افراد جو پچھلے دنوں اپنی جان قربان کر چکے ہیں، ان کا ذمہ دار کون ہے اور کون ان کے سلسلے میں جواب دے گا؟ قتل کے ان واقعات پر سامنے آنے والے احساسات اور جذباتی ردعمل کے سلسلے میں کون جواب دہ ہے؟"

رہبرِ معظم و قائدِ انقلاب اسلامی نے تہران یونیورسٹی کے علاقے میں پیش آنے والے کچھ دردناک واقعات پر شدید تنقید کرتے ہوئے فرمایا:

"انتخابات کے بعد سڑکوں پر زور آزمائی درحقیقت انتخابات اور جمہوریت کو چیلنج کرنے کے مترادف ہے، میں سب سے یہی کہنا چاہوں گا کہ اس غلط روش کو ترک کر دیں اور اگر ترک نہ کیا تو اس کے خطرناک نتائج کی ذمہ داری انہی پر عائد ہوگی"۔

رہبرِ معظم و قائدِ انقلاب اسلامی نے مزید فرمایا:

"یہ بات ذہن نشین رہنی چاہیے کہ نظام پر دباؤ ڈالنے کے لئے سڑکوں پر اجتماعات منعقد کرنے سے مسائل حل کرنے میں کوئی مدد نہیں ملے گی اور نہ ہی حکام کو اس بات پر مجبور کیا جا سکتا ہے کہ مصلحت کے پیش نظر ان کے مطالبات مان لئے جائیں کیونکہ دباؤ میں آ کر غیر قانونی مطالبہ تسلیم کر لینا ایک طرح کی

ڈکٹیٹرشپ کا آغاز ہے"۔

رہبر معظم وقائدِ انقلاب اسلامی نے فرمایا:

"یہ تصور اور اندازہ غلط ہے اور ان غلط اندازوں کے اگر کچھ سنگین نتائج برآمد ہوئے تو ان کے لئے براہ راست وہ لوگ ذمہ دار ہونگے جو پس پردہ حکم دے رہے ہیں اور اگر ضرورت پڑی تو مناسب وقت پر انھیں عوام کے سامنے پیش بھی کردیا جائے گا"۔

قانون کی پاسداری

رہبر معظم و قائدِ انقلاب اسلامی حضرت آیت اللہ العظمیٰ سید علی خامنہ ای نے تمام افراد کو مہر و محبت ،اخوت و دوستی ، باہمی افہام و تفہیم اور قانون پر عمل کرنے کی دعوت دیتے ہوئے فرمایا:

"قانون، دوستی اور محبت و پیار کا راستہ کھلا ہوا ہے، میں امید کرتا ہوں کہ سب اس راستے کا انتخاب کریں گے اور 40 ملین عوام کی فتح کا ملکر جشن منائیں گے اور دشمن کو اس عظیم جشن میں خلل اندازی کا موقع فراہم نہیں کریں گے"۔

آپ نے ساتھ ہی متنبہ کیا کہ اگر بعض افراد نے کوئی اور راستہ اختیار کیا تو میں پھر حاضر ہونگا اور عوام سے مزید کھل کر بات کروں گا۔

انتخابات پر بیرونی دنیا کا موقف

رہبر معظم وقائدِ انقلاب اسلامی حضرت آیت اللہ العظمیٰ سید علی خامنہ ای نے انتخابات کے سلسلے میں بعض یورپی ممالک اور امریکہ کے مؤقف کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

"انتخابات سے قبل ہی مغربی ذرائع ابلاغ اور مغربی حکام نے یہ کوشش شروع کردی تھی کہ انتخابات میں عوام کی شرکت کو کمزور بنایا جائے اور انتخابات کے متعلق شکوک وشبہات پیدا کئے جائیں لیکن انتخابات میں 40 ملین افراد کی شرکت نے مغربی ذرائع ابلاغ اور حکام کو مبہوت و مایوس کردیا اور انہیں سمجھا دیا کہ اسلامی جمہوریہ ایران سے متعلق معاملات میں ایک نیا باب شامل ہو گیا ہے جسے تسلیم کرنے کے علاوہ ان کے پاس کوئی راستہ نہیں ہے"۔

رہبر معظم و قائدِ انقلاب اسلامی نے انتخابات کے بعد پیش آنے والے بعض مسائل اور اعتراضات کی جانب اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

"ان حالات میں بعض مغربی حکام نے موقع پرستی کا ثبوت دیا اور ان کا لب و لہجہ تبدیل ہو گیا اور رفتہ رفتہ ان کے چہرے سے نقابیں اٹھتی گئیں"۔

رہبر معظم و قائدِ انقلاب اسلامی نے فرمایا:

"اس ہفتے کے آغاز سے ہی بعض مغربی حکومتوں کے رہنماؤں اور وزرائے خارجہ نے اسلامی نظام سے اپنی دشمنی ظاہر کرنا شروع کر دی اور برطانوی حکومت ان میں سب سے زیادہ خبیث ثابت ہوئی"۔

رہبر معظم و قائدِ انقلاب اسلامی حضرت آیت اللہ العظمیٰ سید علی خامنہ ای نے بعض امریکی حکام کے بیانوں کا حوالہ دیا جن میں امریکی حکام نے کہا تھا کہ:

"ہم اسی دن کے انتظار میں بیٹھے تھے کہ لوگ سڑکوں پر نکلیں"۔

رہبر معظم و قائدِ انقلاب اسلامی نے فرمایا:

"یہ بیان ایسے وقت دیئے گئے کہ جب دوسری طرف وہ خط ارسال کر رہے تھے اور اسلامی جمہوریہ سے تعلقات میں دلچسپی کا اظہار کر رہے تھے، آخر ان کی

کس بات پر یقین کیا جائے؟"

رہبر معظم وقائدِ انقلاب اسلامی نے فرمایا:

" اس وقت ملک کے اندر بھی بیرونی دشمنوں کے آلہ کار سرگرم عمل ہو گئے اور تخریبی کاروائیوں، آتش زنی، لوٹ کھسوٹ اور بدامنی کا سلسلہ شروع کر دیا جس کا تعلق نہ تو عوام سے ہے اور نہ ہی امیدواروں کے حامیوں سے بلکہ اس کا تعلق قوم دشمن عناصر اور مغربی وصیہونی حکومت کی خفیہ ایجنسیوں کے آلہ کاروں سے ہے"۔

نادان دشمن اور انسانی حقوق کی علمبرداری

رہبر معظم وقائدِ انقلاب اسلامی حضرت آیت اللہ العظمیٰ سید علی خامنہ ای نے فرمایا:

" اس صورت حال کو دیکھ کر دشمنوں کی طمع میں اضافہ ہو گیا اور انہیں یہ محسوس ہوا کہ بعض چھوٹے ممالک کی طرح ایران میں بھی وہ کسی صیہونی سرمایہ دار کے کروڑوں ڈالروں کی مدد سے انقلاب لانے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ ان نادان دشمنوں کی سب سے بڑی مشکل یہ ہے کہ انہوں نے اب بھی ایرانی قوم کو نہیں پہچانا"۔

رہبر معظم وقائدِ انقلاب اسلامی نے فرمایا:

" اس درمیان جو چیز سب سے زیادہ قابل نفرت تھی وہ انسانی حقوق کے متعلق امریکی حکام کی ہمدردی اور ایرانیوں کی نسبت سختی نہ کرنے کے مدعی بن گئے۔ لیکن جو لوگ افغانستان وعراق میں بھیانک جرائم کے مرتکب ہوئے ہیں اور جو صیہونی حکومت کی سیاسی و مالی مدد کر رہے ہیں وہ کیونکر انسانی حقوق کا دم بھر سکتے

ہیں؟"

رہبر معظم وقائدِ انقلاب اسلامی نے امریکہ میں داؤدی فرقے کے اسی سے زائد افراد کے قتل عام کی بل کلنٹن کی ڈیموکریٹ حکومت کی کاروائی کی یاد دلاتے ہوئے فرمایا:

"جو لوگ اسی مردوں، عورتوں اور بچوں کو زندہ آگ میں جلا چکے ہوں کیا انھیں انسانی حقوق کی کوئی پہچان اور تمیز ہے؟"

رہبر معظم وقائدِ انقلاب اسلامی حضرت آیت اللہ العظمیٰ سید علی خامنہ ای نے تاکید کرتے ہوئے فرمایا:

"اسلامی جمہوریہ ایران انسانی حقوق اور مظلوموں کے دفاع کا علمبردار ہے اور اسے مغربی ممالک کی نصیحت کی کوئی ضرورت نہیں ہے"۔

رہبر معظم وقائدِ انقلاب اسلامی نے فرمایا؛ امریکی اور یورپی حکام کو کم از کم کچھ شرم تو آنی چاہئے اور اس قسم کی جاہلانہ حرکتوں کو ترک کر دینا چاہئے۔

دعایہ کلمات

رہبر معظم انقلاب اسلامی نے نماز جمعہ کے دوسرے خطبے کے آخری حصے میں حضرت ولی عصر امام زمانہ علیہ السلام کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

"اے میرے سید وسردار، جو کچھ ضروری تھا وہ ہم نے انجام دیا، جو کہنا تھا وہ ہم نے کہہ دیا اور کہتے رہیں گے۔ میرے پاس ایک جان ہے میرا ناقص جسم ہے جس کی کوئی خاص قیمت نہیں اور تھوڑی سی آبرو ہے جسے آپ نے عطا کیا ہے، ہم نے اسے انقلاب اور اسلام کی راہ میں قربان کرنے کے لئے اپنی ہتھیلی پر رکھا ہوا ہے ہم پوری طاقت سے اس راہ پر آگے بڑھتے رہیں گے، آپ اس

انقلاب اور اس ملک کے حقیقی مالک اور وارث ہیں، آپ ہمارے لئے دعا کیجئے"۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

❁❁❁❁❁

خطبہ جمعہ (۱۰)

سیاست اور اسلامی جمہوریہ کی حقانیت

(تہران، ۱۲ ستمبر ۲۰۰۹ء)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الحمد للہ رب العالمین۔ والصلاۃ و السلام علی سیدنا و نبینا و حبیب قلوبنا، ابی القاسم محمد و آلہ الاطیبین الاطھرین المنتجبین۔ سیما علی امیرالمومنین و صدیقۃ الطاھرۃ سیدۃ النساء العالمین و الحسن و الحسین و سبطی الرحمۃ و امامی الھدی و علی علی بن الحسین زین العابدین و محمد بن علی الباقر، و جعفر بن محمد الصادق و موسی بن جعفر الکاظم و علی بن موسی الرضا، و محمد بن علی الجواد، و علی بن محمد الھادی و الحسن بن علی العسکری والحجت القائم المھدی ؛ حججك علی عبادك و امنائك فی بلادك، و صل علی ائمۃ المسلمین و حماۃ المستضعفین وھداۃ المومنین۔ اوصیکم عباد اللہ بتقوی اللہ۔

معنویت اور اخلاق

رہبر معظم و قائدِ انقلاب اسلامی حضرت آیت اللہ العظمیٰ سید علی خامنہ ای نے نماز جمعہ

کے پہلے خطبے میں، امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالب علیہاالسلام کی سیاسی سیرت اور راہ و روش کے مختلف پہلووں پر روشنی ڈالتے ہوئے اسے معنویت اور اخلاق پر مبنی قرار دیا۔

رہبر معظم و قائدِ انقلاب اسلامی نے سیاست میں معنویت اور اخلاق کی اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے اسے عوام اور معاشرے کے کمال کا باعث قرار دیا اور مزید فرمایا:

"اگر سیاست، اخلاق و معنویت سے عاری ہو تو طاقت، ثروت اور دنیوی اغراض و مقاصد کے حصول کا باعث بنے گی اور سماج اور سیاستدانوں کے گلے کا پھندا بن جائے گی"۔

انصاف کا قیام اور حق کا دفاع

رہبر معظم و قائدِ انقلاب اسلامی حضرت آیت اللہ العظمٰی سید علی خامنہ ای نے امیر المومنین علیہ السلام کی نگاہ میں حکومت کے بے وقعت ہونے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے، انصاف کے قیام ظلم و ناانصافی سے برسرے پیکار اور حق کے دفاع کو امیر المومنین علیہ السلام کی جانب سے منصب حکومت کو قبول کرنے کے اسباب و علل کے طور پر شمار کیا اور اس بات کی طرف توجہ مبذول کروائی کہ امیر المومنین علیہ السلام کی سیاست کی سب سے بڑی خصوصیت یہ تھی کہ

"وہ مکر و فریب سے عاری نہ تھی حالانکہ سیکولر سیاست اور دین میں جدائی کے نظریہ پر قائم سیاسی نظاموں میں ہر قسم کا مکر و فریب روا ہے"۔

چاپلوسی و خوشامد سے اجتناب

رہبر معظم و قائدِ انقلاب اسلامی حضرت آیت اللہ العظمٰی سید علی خامنہ ای نے اس پہلو پر بھی روشنی ڈالی کہ:

"امام المتقین کے سیاسی مکتب میں جھوٹ اور مکر کے لیے کوئی جگہ نہیں ہے اور امیر المومنین علیہ السلام ہمیشہ ہی اس بات پر زور دیتے تھے کہ کوئی بھی ان سے چاپلوسی اور خوشامدانہ لہجے میں بات نہ کرے۔ جہاں تک ممکن ہوا اپنے مخالفین حتیٰ دشمنوں سے مزکرات، امیر المؤمنین کی سیاست کا ایک اور طرہ امتیاز تھا"۔

رہبر معظم و قائدِ انقلاب اسلامی نے مزید فرمایا کہ:

"حضرت علی علیہ السلام نے مختلف مواقعوں پر جہاں تک ممکن تھا مخالفین کے سلسلے میں رواداری اور خوش خلقی سے کام لیا لیکن جب کوئی چارہ نہ رہا تب پوری سختی کے ساتھ ان کا مقابلہ کیا"۔

عقل و منطق کی روشنی میں گفتگو

رہبر معظم و قائدِ انقلاب اسلامی حضرت آیت اللہ العظمیٰ سید علی خامنہ ای نے دشمنوں اور مخالفین سے عقل و منطق کی روشنی میں گفتگو کو حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے سیاسی مکتب فکر کی ایک اور خصوصیت قرار دیا اور فرمایا:

"تمام مخالف دھڑوں اور سیاسی حلقوں سے آپؑ کا سلوک ایک جیسا نہیں تھا اور آپؑ ان لوگوں کو جو حق پرستانہ اہداف رکھتے تھے لیکن جہالت کی بنا پر انحراف کا شکار ہو گئے تھے اور ان لوگوں کے درمیان جو ابتدا سے راہ باطل پر گامزن تھے فرق رکھے جانے کے قائل تھے اور ساتھ ہی آپ انحراف اور دین کی ظاہری چیزوں کو حربہ بنائے جانے کی شدت سے مخالفت کرتے تھے"۔

امام خمینیؒ کی اہم یادگار

رہبر معظم و قائدِ انقلاب اسلامی حضرت آیت اللہ العظمیٰ سید علی خامنہ ای نے امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی سیاسی حکمت عملی اور راہ وروش پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہا کہ امام خمینیؒ کی سیاسی حکمت عملی اور سیرت کو علوی سیاست کے مطابق قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ:

"عظیم الشان عالمی یوم قدس، امامؒ کی سب سے اہم یادگاروں میں سے ایک ہے اور خدا کے فضل و ہدایت کے سایے میں آنے والے جمعہ کے دن، ہماری عظیم اور بیدار قوم، اتحاد و یکجہتی کا مظاہرہ کرتے ہوئے، دنیا کی مظلم ترین قوموں کی صف اول میں فلسطین کے مظلوم عوام کی حمایت کا پرچم لہرائے گی"۔

یوم القدس

رہبر معظم و قائدِ انقلاب اسلامی حضرت آیت اللہ العظمیٰ سید علی خامنہ ای نے یوم قدس کو بیت المقدس اور" امامِ انقلاب و ملت ایران" کے والہانہ عشق کی علامت قرار دیا اور ایران کے اس اقدام پر عالمی استکبار اور صیہونیوں کے غیض وغضب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا :

"دشمن نے ہمیشہ ہی ان مظاہروں کو کمزور کرنے کی بھر پور کوشش کی ہے لیکن ہماری باشرف قوم، تہران اور پورے ملک میں اس دن کو پورے جوش وخروش اور عزم ویقین کے ساتھ منائے گی اور ایران کی پیروی کرتے ہوئے دنیا کے دیگر مما لک کے مسلمان بھی اس دن کو پوری شان وشوکت سے منائیں گے اور

ایک بار پھر قدس کی یاد کو تازہ کریں گے"۔

اتحاد و یکجہتی کا مظہر

رہبر معظم و قائدِ انقلاب اسلامی حضرت آیت اللہ العظمٰی سید علی خامنہ ای نے یوم قدس کو ایرانی قوم کے اتحاد و یکجہتی کا مظہر قرار دیتے ہوئے کسی بھی قسم کے اختلاف و تفرقہ سے مقابلہ کرے پر زور دیتے ہوئے فرمایا:

"ہمارے عوام ہوشیار رہیں کہ کہیں بعض افراد اِن عظیم مظاہروں کو اختلاف و تفرقہ ڈالنے کے لیئے استعمال نہ کریں چونکہ فلسطین کی حمایت کی علمبرداری صرف ایرانی قوم کے اتحاد کی صورت میں ممکن ہے"۔

اختلافات کا جائزہ

رہبر معظم و قائدِ انقلاب اسلامی حضرت آیت اللہ العظمٰی سید علی خامنہ ای نے دوسرے خطبے کے آغاز میں سیاسی شخصیات اور حلقوں نیز موجودہ و سابق حکام کو مخاطب کرتے ہوئے گزشتہ تیس برسوں کے دوران ملت ایران اور انقلاب کی بنیادی تحریک میں رونما ہونے والے کچھ اختلافات کا جائزہ لیتے ہوئے فرمایا:

"بعض اختلافات کی وجہ" اصولوں اور نظریات کا اختلاف" اور بعض اختلافات کی وجہ درحقیقت" کچھ مفادات" تھے جبکہ دیگر بعض اختلافات" اصولوں پر عملدرآمد کی روش" کے بارے میں تھےلہذا ان حل کے سلسلے میں پائداراور مستحکم موقف ہونا چاہیئے"۔

رہبر معظم انقلاب اسلامی آیت اللہ العظمٰی خامنہ ای نے اختلافات کے سلسلے میں

امام خمینیؒ کے موقف کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا:

"امام خمینیؒ حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے طرز عمل کی تاسی کرتے ہوئے، معترض سیاسی حلقوں کی ماہیت وحقیقت کے مطابق ان کے سلسلے میں موقف اختیار کرتے تھے"۔

اختلافات اور امام خمینیؒ کی روش

رہبر معظم وقائدِ انقلاب اسلامی حضرت آیت اللہ العظمیٰ سید علی خامنہ ای نے عبوری حکومت، قصاص کے بل کے مخالفین اور منافقین کی تنظیم کے ساتھ امام خمینیؒ کے برتاؤ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

"امام خمینیؒ پہلے تو رواداری برتتے اور نصیحت کرتے تھے لیکن جب یہ روش بے نتیجہ ثابت ہوتی تو پھر دوٹوک انداز میں اپنی بات کہتے تھے۔ آپ نے اسی سلسلے میں یاد دلایا کہ امام خمینیؒ کا یہ طرز عمل صدر مملکت سے بھی بلند عہدہ داروں کے سلسلے میں دیکھا گیا، اس طرح سے کہ امام خمینیؒ نے اپنی عمر کے اواخر میں ان لوگوں کے سلسلے میں دوٹوک موقف اختیار کیا جن کے بارے میں محسوس کرلیا کہ رواداری کی گنجائش نہیں ہے"۔

رہبر معظم وقائدِ انقلاب اسلامی حضرت آیت اللہ العظمیٰ سید علی خامنہ ای نے معترض حلقوں کے انقلابی و مذہبی ماضی کی جانب اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

" ان میں بعض اختلافات کی وجہ اصولوں پر عملدرآمد کے سلسلے میں نظریاتی اختلاف تھا لیکن بعض لوگوں نے بنیادی قسم کے اختلافات یا مفادات کی رسہ

کشی کے ذریعے معاملے کو امام خمینیؒ اور انقلاب سے ٹکراؤ کی حد تک پہنچادیا اور غلط اصولوں کو مہلک زہر کی مانند نظام کے پیکر میں اتار دینے کی کوشش کی۔

جب امام خمینیؒ کو اس خطرے کا احساس ہوا تو آپ نے رواداری کو ترک کرتے ہوئے ان کا سختی سے مقابلہ کیا۔"

فکر و عمل میں اختلاف

رہبر معظم و قائدِ انقلاب اسلامی حضرت آیت اللہ العظمیٰ سید علی خامنہ ای نے بنیادی اصولوں میں اختلاف کے برخلاف طرز فکر اور طرز عمل کے اختلاف کو معاشرے کے لئے منفعت بخش قرار دیا اور فرمایا:

"مختلف نظریات اور تنقیدی افکار والے افراد اور حلقوں کا وجود ملک کے حق میں ہے، بشرطیکہ یہ اختلاف، اصولوں یعنی اسلام، آئین اور امام خمینیؒ کے ہدایات اور وصیت نامے کے دائرے میں رہے، وہ مسائل نہیں کہ جن کو اصول کا نام دیا جاتا ہے لیکن درحقیقت وہ انقلاب کے اصولوں اور بنیادوں سے بالکل مختلف ہوتے ہیں"۔

اسلامی نظام کا دفاع

رہبر معظم و قائدِ انقلاب اسلامی حضرت آیت اللہ العظمیٰ سید علی خامنہ ای نے کہا کہ پروپیگنڈوں کے برعکس جو افراد یا حلقے الگ نظرئے کے حامل ہیں اور انہیں الگ طرز فکر کا مالک سمجھا جاتا ہے اسلامی نظام کو ان سے کوئی خوف نہیں ہے آپ نے مزید فرمایا کہ:

"لیکن اگر کوئی حلقہ ضرب لگانے اور وار کرنے پر تیار ہو جائے اور انقلاب کے

سامنے شمشیر بکف لے کر کھڑا ہو تو جس طرح دنیا میں کہیں بھی اس چیز کو تحمل نہیں کیا جاتا، ایران میں بھی اسلامی نظام اپنے دفاع کے تحت اس کا مقابلہ کرے گا"۔

اسلامی نظام کی حکمت عملی

رہبر معظم و قائدِ انقلاب اسلامی حضرت آیت اللہ العظمٰی سید علی خامنہ ای نے ملک کے مختلف مکاتب فکر کے سلسلے میں بیشتر کو اپنی سمت کھینچنے اور کم سے کم افراد کو اپنے سے دور کرنے کو اسلامی نظام کی حکمت عملی قرار دیا اور فرمایا:

"نظام جب تک مجبور نہ ہو جائے کسی بھی حلقے کے خلاف قدم نہیں اٹھاتا، بنابریں اگر کوئی شخص اور حلقہ تشدد پر تیار نہ ہو، معاشرے کے امن وسلامتی کو نقصان پہنچانے کی کوشش نہ کرے، نظام کے بنیادی اصولوں سے نہ ٹکرائے اور افواہیں نہ پھیلائے، اُس وقت تک وہ اپنی سرگرمیاں انجام دینے اور اظہار خیال کرنے کے لئے آزاد ہے اور کسی کو اس پر اعتراض نہیں ہے"۔

عدم حساسیت بڑی لغزش

رہبر معظم و قائدِ انقلاب اسلامی حضرت آیت اللہ العظمٰی سید علی خامنہ ای نے سیاسی کارکنوں اور شخصیات نیز با اثر افراد کو انحراف اور بدعنوانی کے سلسلے میں نرمی دکھانے کی جانب سے محتاط رہنے کی بار بار نصیحت کی اور فرمایا:

"چھوٹے انحراف اور لغزش کے سلسلے میں عدم حساسیت کو بڑی لغزش اور سقوط کا

مقدمہ قرار دیا اور قرآنی آیت کی روشنی میں فرمایا؛ لغزشیں آہستہ آہستہ انسان کو اندر سے بدعنوان بنا دیتی ہیں اور یہ بدعنوانی کبھی عمل اور کبھی کبھی نظریے میں انحراف پر منتج ہوتی ہے"۔

دیگر یہ کہ آپ سب کے سب تقوی کے تقاضے پورے کرتے ہوئے ایک دوسرے اور منجملہ اپنے اہل خاندان کے سلسلے میں محتاط رہیں۔

عوام اور حکام کو نصیحت

رہبر معظم و قائدِ انقلاب اسلامی حضرت آیت اللہ العظمیٰ سید علی خامنہ ای نے اسی ضمن میں عوام اور حکام کو نصیحت کرنے کی دعوت دی اور فرمایا:

"عوام مختلف طریقوں اور روشوں سے حکام کو نصیحت کریں تا کہ وہ لغزش کا شکار نہ ہو جائیں کیونکہ حکام کی لغزش، نظام، ملک اور عوام سب کے لئے زیادہ خطرناک ہے"۔

رہبر معظم و قائدِ انقلاب اسلامی نے اسلامی نظام کو بھی ایک انسان کی مانند لغزش، انحراف اور بدعنوانی کی زد پر بتایا اور فرمایا:

"اگر ہم سب نے احتیاط سے کام نہ لیا تو ممکن ہے کہ اسلامی جمہوریہ کا نام اور ظاہری شکل تو باقی رہ جائے لیکن نظام کی سیرت، روش اور کارکردگی غیر اسلامی ہو جائے"۔

اسلامی نظام کی سلامتی

رہبر معظم و قائدِ انقلاب اسلامی حضرت آیت اللہ العظمیٰ سید علی خامنہ ای نے کھلی فضا میں عدل و انصاف، دینی طور طریقے اور اخلاق اسی طرح فکری، علمی و صنعتی ترقی کی جانب معاشرے اور ملک کی پیش قدمی اور دشمنوں اور ظلم کے عالمی محاذ کے مقابلے میں استقامت و

پائیداری کوفساد و بیماری سے نظام کی سلامتی کی نشانیاں قرار دیا اور فرمایا:

عوام بیدار رہیں اور یاد رکھیں کہ اگر معاشرے اور نظام کی روش اس سے مختلف ہو اور بڑے طبقاتی فاصلے، فساد و فحاشی کے لئے آزادی کے استعمال اور دنیا کی تسلط پسند طاقتوں کے سامنے پسپائی کا جذبہ اور احساس کمزوری جیسے مسائل پیدا ہو جائیں تو انہیں اسلامی نظام کی بیماری کی علامت سمجھنا چاہئے۔

امام خمینیؒ کے اُصولوں پر عمل

رہبر معظم و قائدِ انقلاب اسلامی حضرت آیت اللہ العظمٰی سید علی خامنہ ای نے امام خمینی کے اصولوں اور نعروں پر سنجیدگی سے عمل درامد کو مسائل کا حل اور قومی افتخار و وقار و ترقی کی ضمانت قرار دیا اور فرمایا:

"جیسا کہ حالیہ بلووں کے دوران عیاں ہوا، دشمن نظام کو حاصل عوامی حمایت پر ضرب لگانے کے لئے ہر آن تیار بیٹھا ہے لہذا سب کو ہوشیار رہنا چاہئے"۔

اسلامیِ نظام پر عوام کا اعتماد

رہبر معظم و قائدِ انقلاب اسلامی حضرت آیت اللہ العظمٰی سید علی خامنہ ای نے بارہ جون کے انتخابات میں پچاسی فیصدی یعنی چار کروڑ رائے دہندگان کی شرکت کو نظام پر عوام کے اعتماد کا دلکش نظارہ قرار دیا اور فرمایا:

"دشمن اور بدقسمتی سے کچھ اندر کے لوگ اس حقیقت کو نظر انداز کر دیتے ہیں اور عوام کے عدم اعتماد کی بات کرتے ہیں، انشاء اللہ سب دیکھیں گے کہ آئندہ برسوں کے انتخابات میں بھی داخلی و خارجی دشمنون اور نادان افراد کی کوششوں

کے باوجود عوام پرزور شرکت کریں گے"۔

دوست اور دشمن کا وجود

رہبر معظم و قائدِ انقلاب اسلامی حضرت آیت اللہ العظمٰی سید علی خامنہ ای نے ہر حکومت کے لئے دوست اور دشمن کے وجود کو فطری بات قرار دیا اور فرمایا:

"دنیا میں کوئی حکومت ایسی نہیں ہے کہ ملک کے اندر اور باہر سارے افراد اس کے حامی یا سب کے سب اس کے مخالف ہوں۔ تاریخ میں بھی ہر حکومت کے کچھ مخالف اور کچھ حامی رہے ہیں، البتہ یہ دیکھنا ضروری ہے کہ کس قسم کے افراد حکومت کی مخالفت یا حمایت کر رہے ہیں"۔

رہبر معظم و قائدِ انقلاب اسلامی نے ایران سے عالمی لٹیروں اور سامراجی عناصر منجملہ امریکا اور برطانیہ کی دشمنی اور خبیث صیہونیوں کی مخالفت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

"یہ مخالفتیں ملت ایران کے لئے باعث فخر ہیں، اس سے کسی کو ہراساں ہونے یا دشمن کے سامنے ہتھیار ڈال دینے کی ضرورت نہیں ہے، دنیا بھر میں باایمان و حریت پسند قومیں اور خودمختار سیاستداں اس قوم اور اس نظام کے حامی ہیں اور یہ صف بندی اسلامی جمہوریہ کی حقانیت کی علامت ہے"۔

درخشاں مستقبل اور بلند ہمت نوجوان

رہبر معظم و قائدِ انقلاب اسلامی حضرت آیت اللہ العظمٰی سید علی خامنہ ای نے ملک اور اس کے درخشاں مستقبل کو نوجوان نسل سے متعلق قرار دیا اور فرمایا:

عزیز نوجوانوں کو چاہئے کہ ہوشیاری اور احساس ذمہ داری کے ساتھ اس نظام کے تسلسل و تکمیل کے لئے کوششیں کریں کیونکہ نظام کی سائنسی، اقتصادی، سیاسی، اطلاعاتی اور عالمی قوت و طاقت پوری قوم کے عز و وقار بالخصوص ملک کے بلند ہمت نوجوانوں کے لئے سرمایہ افتخار ہوگی۔

ہوشیاری و بیداری

رہبر معظم و قائدِ انقلاب اسلامی حضرت آیت اللہ العظمیٰ سید علی خامنہ ای نے خطبہ دوم میں کے آخری حصے میں عمومی ہوشیاری کو ضروری قرار دیا اور فرمایا:

"عوام ہوشیار رہیں کہ کچھ عناصر ان حرکتوں کے ذریعے جو گزشتہ دس برسوں کے دوران پہلے بھی انجام دے چکے ہیں لیکن قوم کی ہوشیاری سے ان پر قابو پا لیا گیا، قوم کے سامنے نقلی اسلامی جمہوریہ نہ پیش کر دیں اور امام خمینیؒ اور انقلاب کے ہمیشہ ترو تازہ رہنے والے پرکشش نعروں کو کمزور نہ بنا دیں"۔

ہم سفر رفقاء کی یاد

رہبر معظم و قائدِ انقلاب اسلامی حضرت آیت اللہ العظمیٰ سید علی خامنہ ای نے نماز جمعہ کے خطبوں میں آیت اللہ طالقانی مرحوم، آیت اللہ مدنی شہید کو یاد کیا اور فرمایا: ان دونوں عظیم شخصیتوں کی یاد نماز جمعہ سے وابستہ ہوگئی ہے اور ایرانی قوم اور تاریخ ان کی خدمات کو کبھی فراموش نہیں کرے گی۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ